۷۸۶/۹۲

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور سے جاری کردہ

اَنوَارُ الصُّوفِیَّہ

بنگلور

علم تصوّف وعرفان کا
جامع سہ ماہی رسالہ

بابت ماہ اکتوبر تا دسمبر 2007

مطابق ماہ شوال المکرم تا ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

جلد 2 .... شمارہ نمبر 6

انٹرنیشنل صوفی سنٹر (رجسٹرڈ)

بنگلور

3/28 1st Cross V.R. Puram
Palace Guttahalli, Bangalore 560 003
Karnataka State (India)
Contact: 23444594

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور

مجلس ٹرسٹیان

(1)	مولانا مولوی جناب سید شاہ انور حسینیؒ	صدر
(2)	جناب اے اے خطیب	مینیجنگ ٹرسٹی
(3)	جناب محمد کمال الدین	خازن
(4)	ڈاکٹر سید لیاقت پیراں	ٹرسٹی
(5)	جناب خلیل مامون	ٹرسٹی
(6)	جناب عزیز اللہ بیگ	ٹرسٹی
(7)	جنابہ شائستہ یوسف صاحبہ	ٹرسٹی

اغراض ومقاصد

۱۔ اسلوب تصوف پر عوام میں چرچہ کرنا

۲۔ تصوف کی روایات اور تعلیمات کا بغرض باہمی اتحاد واتفاق و اخوت عوام کو بہرور کرنا

۳۔ اہل تصوف کے سوانح حیات اوران کے اقوال پر کتب کا شائع کرنا۔

۴۔ صوفی مسلک پر سمینار اور تقاریر کا اہتمام کرنا۔

۵۔ جملہ اہل تصوف اور اسلوب تصوف سے منسلک اصحاب کا اجتماع بغرض عالمی برادرانہ اخوت کو منعقد کرنا

قیمت فی رسالہ 25روپے

قیمت سالانہ 100روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

صحبت مرد خدا اک ساعتے بہتر است از صد ہزاراں طاعتے

اللہ والے کے ساتھ ایک گھڑی کی صحبت ایک لاکھ فرمانبرداری واطاعت سے بہتر ہے۔
حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اس زمانے میں کوئی فقیر صاحب ارشاد اور وسیلے کے لائق نہیں صرف علم فقہ اور مسائل وسیلہ کے لئے کافی ہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ اس کا حیلۂ شیطانی ہے اور نفس کا مکر ہے۔ وہ معرفت الٰہی سے باز رکھنا چاہتا ہے اولیاء اللہ قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہو کر سورج کی مانند روشن رہیں گے۔

بزرگان دین عشق الٰہی میں سرمست وسرشار رہتے ہیں وہ دین کے نصیر، روشن ضمیر، بے کسوں کے دستگیر کامل پیر ہوتے ہیں ایسے روشن ضمیر ہستیاں طالبان حق کو تائب کر کے آلائش دنیا سے پاک وصاف کر دیتے ہیں۔

دور حاضر میں افراد ملت کو باطنی طہارت اور روحانی قدروں کیلئے مسلسل روحانی تحریک کی ضرورت ہے جو مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی میں انقلاب لائے۔ اللہ کے فضل وکرم سے اور نبی اکرم ﷺ کے نظر عنایت کے طفیل انٹرنیشنل صوفی سنٹر تقریباً تین سال سے اسی میں اپنے ماہانہ جلسوں میں تصوف پر بیانات کا سلسلہ شروع کئے ہوئے ہے۔ ان جلسوں میں صاحبان ذکر وفکر شمولیت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح اپنا انگریزی دوماہی رسالہ ''صوفی ورلڈ'' مقبولیت پا رہا ہے۔ آپ کی خدمت میں ہمارا یہ سہ ماہی اردو رسالہ کا چھٹواں رسالہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے کئی مشکلات کے باوجود ہماری کوشش جاری ہے۔ ہم آپ کے مدد اور تعاون کے خواستگار ہیں۔

آپ کے نیک مشوروں اور دعاؤں کا متمنی

اے اے خطیب

اڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

در دلم افگن کہ پشیماں شوم
بر اہم آور کہ مسلماں شوم

الٰہی مجھے اپنی حالت پر پشیمانی کی توفیق دے اور مجھے ایسے راستہ پر چلا کہ میں مسلمان رہوں۔

رزق ما از عالم غیبی رسان
وطمع ہم چو خودم وارہاں

عالم غیب سے ہمیں روزی نصیب کر اور حرص وطمع سے مجھے رہائی نصیب فرما۔

گرچہ من سربسر گنہ کردم
نامۂ عمرؔ خود سیہ کردم

میں اگرچہ سرتاپا گناہوں میں مصروف رہا اور اپنی ساری عمر کا نامۂ اعمال سیاہ کر چکا۔

تو بریں نامہ سیاہ مبیں
کرم خویش بیں ، گناہ مبیں

مگر اے رحمٰن ورحیم تو میرا نامۂ سیاہ نہ پرکھ اپنے کرم پر نظر فرما۔ میری سیاہ کاریوں کو نہ دیکھ۔

یارب برہا نیم زحرماں چہ شود
راہے بدہم بکوئے عرفان چہ شود

میرے پروردگار! اگر تو مجھے محرومی سے رہائی بخشے اور مجھے راہ عرفان پر چلنا نصیب کرے تو اس میں تیرا کیا نقصان ہے۔

یارب دل پاک وجان آ گاہم دہ
آہِ شب وگریۂ سحر گاہم دہ

اے میرے رب! مجھے پاکیزہ دل اور حق آگاہ روح دے اور نالۂ شب اور وقت سحر کا گریہ عطا فرما۔

چارۂ من ساز کہ بے چارہ ام
گرتو نسازی بکہ او آورم

میری چارہ سازی فرما کہ میں بندۂ لاچار ہوں اور اگر تو میری دستگیری نہ فرمائی تو میں کس کا منہ تکوں۔

جز در تُو قبلۂ نخواہم ساخت
گرنوازی تو کہ خواہد نواحت

میں تیرے گھر کے سوا کوئی اور قبلہ نہ بناؤں گا اور اگر تو نے مجھے نہ نوازا تو پھر کون میری دستگیری کرے گا۔

بادشاہا! جرم مارا درگزار
ماگناہ گاریم وتو آمرزگار

الٰہی ہماری نافرمانیوں سے درگزر فرما ہم گناہ گار بندے ہیں کہ ہمارے جرم بے شمار لاانتہا ہوگئے ہیں۔

چشم دارم گزگناہ پاکم کنی
پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی

مجھے توقع ہے کہ تو مجھے اس وقت سے پہلے گناہوں سے پاک صاف فرمائے گا کہ میرا جسم میری لحد میں خاک ہو۔

اندراں دم کز بدن جانم بری
از جہاں بانور ایمانم بری

الٰہی جب تو میرے بدن لے میری جان نکالے تو میری عرض ہے کہ نور ایماں پر میری روح نکالنا۔

(ماخوذ: شریعت وطریقت)

☆☆☆

حضرت رابعہ بصریہ اور دیدار الٰہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھا سے لوگوں نے دریافت کیا کہ جس کی آپ عبادت کرتی ہیں کیا اسے کبھی دیکھا بھی ہے۔ فرمایا اگر نہ دیکھتی تو اس کی عبادت کیسے کرتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت رسول اکرم ﷺ

از: مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی اعظم

محمد مصطفیٰ بولوں کہ محبوبِ خدا بولوں ذرا تو ہی بتا اے دل مرے آقا کو کیا بولوں
انہیں تخلیق عالم کی میں وجہ ابتدا بولوں کہ تزئیں جہان رنگ و بو کی اک ادا بولوں
شب اسریٰ کا دولہا بر سر عرش علا بولوں یا پھر ختم الرسل بولوں امام الانبیاء بولوں
کبھی تو "من رءانی قدرأالحق" کی ضیاء بولوں کبھی انوار "مازاغ البصر" کا آئینہ بولوں
مشیت آشنا بولوں کہ نگران قضا بولوں انہیں یا بارگاہ حق کی دہلیزِ رضا بولوں
یتیموں، بے کسوں کے واسطے اک آسرا بولوں غریبوں دردمندوں کے دلوں کی یا دوا بولوں
یہ کہتا ہے جہاں خیر البشر خیر الوریٰ بولوں مگر ایمان کہتا ہے کہ اس سے بھی سوا بولوں
شریعت مقتضی ہے رحمت ارض و سماں بولوں طریقت ہے مصر مختار کُل بعد از خدا بولوں
یہ سب سن کر مجھے دل نے دیا کیا مشورہ بولوں خیال مصطفیٰ آتے ہی بس صلِ علیٰ بولوں
مرے سرکار کی ہر ہر ادا میں اک تجلی ہے کسے بدرالدجیٰ بولوں کسے شمس الضحیٰ بولوں
میانِ حجرہ و منبر ہے جب باغیچۂ جنت مدینہ کو نہ پھر کیوں خلد سے آراستہ بولوں
کوئی کہتا ہے اس کو شرک یا پھر کفر کہنے دو مگر میں یا رسول اللہ اغثنی برملا بولوں
کہا رضواں نے جنت میں یہ جاتا ہے تو جانے دو ہے دیوانہ محمد کا اسے بولوں تو کیا بولوں
دکھائیں گے نکیرین آپ کا جلوہ لحد میں جب تو استقبال کو میں مرحبا صل علیٰ بولوں

وہی اے صوفی اعظم جب شفیعِ عاصیاں ٹھہرے
انہی کو پھر نہ کیوں محشر میں اپنا مدعا بولوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیات قرآنی: شان حبیب الرحمٰن

از: مفتی احمد یار خاں صاحب

آیت۱۲: ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وسائت مصیرا (پارہ۵۔نسآء رکوع ۱۷) اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ یں گے اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے مدینہ پاک میں چوری کر کے دوسرے کو چوری کا الزام لگا دیا۔ اصل واقعہ معلوم ہو جانے پر حضور علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا وہ اس حکم کو سن کر راتوں رات مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ گیا اور کفار مکہ سے مل گیا۔ انہی کا دین اختیار کر لیا وہاں ہی کافر ہو کر مر گیا، اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح البیان)

یہ آیت بھی حضور علیہ السلام کی کھلی ہوئی نعت شریف ہے اور اس میں چند فائدے حاصل ہوئے اولاً تو یہ کہ اس سے پہلی آیتوں سے معلوم ہوا تھا کہ جو حضور علیہ السلام کی اطاعت کرے وہ اللہ کا سچا فرمانبردار بندہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور علیہ السلام کی کسی امر میں مخالفت کرے وہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ کا مردود ہے نتیجہ یہ نکلا۔

جو ہو محبوب اس در کا وہ محبوب الٰہی ہے　　　جو ہو مردود اس در کا وہ مردود خدا ٹھہرے

دوسرے یہ کہ بارگاہ مصطفیٰ علیہ السلام سے نکالا ہوا خدائی میں تو کیا خدا کے یہاں بھی امن سے نہیں رہ سکتا ایک شخص وحی لکھنے والا تھا مرتد ہو گیا اور بھاگ کر کفار سے مل گیا۔ جب وہ مرا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے بھی اس کی نعش قبول نہ کی باہر نکال کر پھینک دی۔ بار بار دفن کیا گیا مگر زمین نے پھینک دیا معلوم ہوا کہ مردود مصطفیٰ کہیں قبول نہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر ہدایت پر قائم رہنا ہے تو اس مذہب اور راستہ کو اختیار کرو جو عام مسلمانوں کا ہے کسی نے اگر کوئی نیا راستہ بنا کر پکڑا تو شیطان اسی طرح اس کو تباہ کر دے گا جس طرح کہ گلے سے دور رہنے والی بکری کو بھیڑیا کھا لیتا ہے اور وہ راستہ وہی ہے جو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام علماء ومشائخ وعامۃ المسلمین کا ہے۔ جس کا نام ہے اہل سنت والجماعت جو مذہب بھی اس کے خلاف ہو اور جو تحریک

اس کے خلاف اٹھے وہ جہنم کی راہ ہے۔

چوتھے یہ کہ اللہ والوں کی مخالفت یا کسی اسلامی حکم سے منہ پھیرنا بھی ایمان کو برباد کر دیتا ہے جیسا کہ ثعلبہ کا انجام ہوا، اس سے عبرت پکڑنا چاہئے۔

آیت ۲۲۔ یآیھا الناس قد جآئکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا ط (پارہ ۶، سورۂ نساء رکوع ۲۴) اے لوگو بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا۔

یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کے نعت کے پھولوں کا نفیس گلدستہ ہے اس میں جس قدر فضائل حضور علیہ السلام کے بیان ہوئے ان کا ذکر کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے برکت حاصل کرنے کے لئے کچھ اجمالاً عرض کرتا ہوں۔ اس میں چار کلمے غور کرنے کے قابل ہیں۔ ایک تو یآیھا الناس اے لوگو، دوسرے قدجاء کم تیسرے برھان یعنی دلیل، چوتھے نوراً مبیناً یعنی روشن نور، ظاہر ہے کہ الذین اٰمنوا میں تو صرف مسلمانوں سے خطاب ہوتا ہے اور الناس میں کفار، مشرکین، یہودی، عیسائی، مجوسی غرض کہ سارے اولاد آدم سے اس جگہ الناس فرمایا گیا: یعنی اے لوگو، جس سے معلوم ہوا کہ سب انسانوں سے کلام ہو رہا ہے، ہر شخص اسی کو پکارتا ہے جس کے مطلب کی بات کہے۔ طبیب کہتا ہے اے بیمار، مدرس کہتا ہے طالب علمو! مگر چونکہ حضور کی تشریف آوری سارے جہاں کے لئے ہے، لہٰذا پکارا گیا: اے لوگو! کیا فرمایا گیا کہ قدجآئکم برھان من ربکم تم سب کے پاس تمہارے رب کی دلیل آئی اور نور تم سب پر اترا جس سے معلوم ہوا حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور نبوت کسی خاص قوم یا خاص ملک یا خاص وقت کے لئے نہیں ہے بلکہ جو انسان اللہ کا بندہ ہے وہ حضور علیہ السلام کا امتی ہے اور پہلے پیغمبروں کی تبلیغ خاص اور خاص وقت کے لئے ہوتی تھی پھر فرمایا گیا کہ تم سب کے پاس پہنچ گئے یعنی یہ نہ سمجھنا کہ وہ عرب میں آئے یا کہ عرب میں رہے وہ تمہارے سب کے پاس پہنچ گئے جہاں تم ہو وہاں وہ ہیں، تمہارے دلوں میں، تمہارے خیالات میں وہ جلوہ گر ہیں مگر ہاں غائب ہو تو تم ہو۔

دوست نزدیک تر از من بمن است　　　　این عجب بیں کہ من از وے دورم

برہان کے معنی ہیں دلیل جس سے دعوے کو مضبوط کیا جاتا ہے یہاں دلیل سے مراد معجزات ہیں جس قدر معجزے کہ پہلے پیغمبروں کو ملے وہ سب کے سب حضور علیہ السلام کو عطا ہوئے اور اس کے علاوہ اور بے شمار معجزے ملے بلکہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام از سرتا قدم پاک خود اللہ کی وحدانیت اور ذات وصفات کی دلیل ہیں۔ لہٰذا برہان سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے، اور پیغمبروں کی ذات معجزہ نہ تھی بلکہ کسی کے

صرف ہاتھ میں معجزہ اور کسی کی سانس میں معجزہ، کسی کی لاٹھی میں معجزہ تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام مگر حضور علیہ السلام کا بال شریف معجزہ کہ حضرت خالد کی ٹوپی میں رہا تو ان کو ہمیشہ دشمنوں پر فتح ہوتی رہی ۔ ہرقل کی پگڑی میں رہا تو اس کے سر درد کو آرام رہا۔ سیدنا عمرو ابن عاص نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں حضور علیہ السلام کے بال شریف رکھ دیئے جاویں تا کہ قبر کی مشکل آسان ہو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دے کر میری آنکھوں اور لبوں پر حضور کے ناخن اور بال شریف رکھ دیئے جاویں تا کہ حساب قبر میں آسانی ہو معلوم ہوا کہ بال مبارک قبر کی مشکل آسان کرتا ہے۔ صحابہ کرام بیماروں کو بال شریف کا غسل شدہ پانی پلایا کرتے تھے حضرت طلحہ کے گھر ایک بار بال شریف پہنچ گیا تو انہوں نے تمام رات ملائکہ کی تسبیح وتہلیل سنی (دیکھو مدارج اور مواہب لدنیہ) آنکھ شریف کا معجزہ کہ قیامت تک کے واقعات کو دیکھا جنت و دوزخ، عرش و کرسی کو ملاحظہ فرمایا بلکہ خود رب کو دیکھا، نماز کسوف میں دوزخ اور جنت کو مسجد کی دیوار میں دیکھا۔ پیچھے مقتدی جو کچھ کریں اس کو ملاحظہ فرماویں، ناک مبارک کا معجزہ جس نے محبت کی خوشبو یمن سے آتی ہوئی سونگھی۔ (روح البیان یہ ہی آیت) زبان، معجزہ جس کی ہر بات خدا کی وحی اور وہ زبان جو کہ کن کی کنجی ہے۔ منہ کا لعاب معجزہ کہ حضرت جابر کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی۔ آٹے میں ڈال دیا تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اتنا ہی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت جابر کی ہانڈی میں لعاب شریف ڈال کر شوربے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرمادیئے۔ خیال رہے کہ شوربے میں نمک مرچ گھی دھنیا وغیرہ سارا ہی مسالہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ معجزہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان تمام چیزوں کے چشمے بہادیئے۔ خیبر میں حضرت علیؓ کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا دیا تو آنکھ کو آرام ہوگیا۔ حضرت صدیقؓ کے پاؤں میں غار میں مارنے کاٹا یعنی یار غار کو مار غار نے تکلیف پہنچائی اس پر لگا دیا اس کو آرام، کھاری کنویں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہوگیا۔ ہاتھ مبارک بھی دلیل کہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب نے فرمایا کہ آپ نے نہ پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے۔ اسی ہاتھ میں آکر کنکریوں نے کلمہ شریف پڑھا اس ہاتھ سے بیعت لی گئی تو رب نے فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے۔ انگلیاں معجزہ کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں، اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہوگئے۔ انگلی ہی کے اشارے سے چاند چیر دیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ وا

پاؤں مبارک بھی معجزہ کہ پتھر پر چلیں تو پتھر ان کا اثر لے لے، اور فرش پر بھی چلیں اور عرش پر بھی غرضیکہ ان کا ہر ہر عضو پاک اور ہر ہر بال مبارک رب کے پہچاننے کی دلیل ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

پسینہ مبارک معجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو، جاگنا اور سونا معجزہ کہ ہر ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر حضور علیہ السلام کی نیند وضو نہیں توڑتی، تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کے قدم کے نیچے نہ آوے، وہ رب کا سایہ ان کا سایہ کیسا ہے۔

راہ نبی میں کیا کمی فرش بیاض دیدہ کی　　　چادر ظل ہے ملگجی زیر قدم بچھائے کیوں

تمام کے پیشاب و پاخانہ نجس ہیں، مگر حضور علیہ السلام کا پیشاب و پاخانہ پاک ہیں امت کے حق میں (دیکھو شامی باب انجاس) غرض کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر وصف معجزہ، ہر حالت رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل اس لئے فرمایا برھان۔ حضور علیہ السلام کا نام مبارک بھی معجزہ ہے چند وجہ سے۔ ایک یہ کہ سب کے نام ان کے ماں باپ کہتے ہیں۔ لقب قوم دیتی ہے خطاب حکومت سے ملتا ہے مگر نبی ﷺ کا نام القاب خطاب، سب رب کی طرف سے ہیں حضرت عبدالمطلب نے فرشتہ کی تعلیم سے آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا، دوسرے یہ کہ سب کے نام پیدائش کے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں مگر حضور کا نام رب تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے رکھ دیا کہ آدم علیہ السلام نے یہ نام عرش کی ساق پر رکھا پایا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام کی برکت سے مکمل ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں فرمایا" اسمہ احمد" انبیاء کرام نے حضور کے نام کے طفیل سے دعائیں کیں۔ تیسرے یہ کہ انبیائے کرام کے نام کے معانی ایسے اعلیٰ نہیں جیسے محمد ﷺ کے معانی ہیں یعنی بے عیب اور ہر طرح سے لائق حمد، چوتھے یہ کہ اسی نام سے برسوں کا کافر مومن ہو جاتا ہے۔ جیسے سورج سے تمام برف پگھل جاتی ہے، پانچویں یہ کہ حضور کے نام سے قبر کے امتحان میں کامیابی اور محشر میں نجات ہے حضور کا نام وہ کیمیا ہے جس سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور جو انہیں محمد کہہ کر برا کہے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ پھر تمام پیغمبروں کے معجزے قصہ کی شکل میں رہ گئے۔ مگر حضور علیہ السلام کے چند معجزے قیامت تک کے لئے باقی ہیں مثلاً قرآن کریم، احادیث صحیحہ جگہ جگہ آپ کے بال شریف موجود جن کی زیارت ہوتی ہے، آپ علیہ السلام کی مکمل سوانح عمری شریف مع اسناد کے ہر ایک کے سامنے یہ ایسی خوبیاں ہیں جو حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو عطا نہ ہوئیں۔

یہاں حضور کو برھان فرمایا، دوسری جگہ نور۔ قد جاء کم من اللّٰہ نور کیونکہ برہان یعنی دلیل تو عقل سے اور نور آنکھ سے معلوم ہوتے ہیں۔ فلاسفہ منطقی لوگ حضور کو دلائل سے پہچانیں۔ عام لوگ آنکھ سے بحیرہ راہب آنکھ سے دیکھ کر اور سلمان فارسی عقل سے پہچان کر ایمان لائے۔

اب جو ارشاد ہوا کہ ہم نے نور اتارا، اس نور سے مراد قرآن کریم ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات پاک یعنی حضور علیہ السلام دلیل بھی ہیں اور نور بھی، دلیل تو عقل سے پہچانی جاتی ہے اور نور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے تو حضور علیہ السلام کو آنکھ دیکھو تو نور ہیں، ان کا ہر عضو پاک نور، اور عقل سے پہچانو تو دلیل الٰہی ہیں۔ نور کی بحث قد جاء کم من اللّٰہ نور کی آیت میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث شریف

کتاب الایمان

باب ۵۳: کافروں کے وہ (نیک) اعمال جو انہوں نے بحالت کفر کیے تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے۔ کیا انہیں ان عملوں کا اجر ملے گا؟

۷۷۔ **حدیث** حکیم بن حزامؓ: حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے میرے ان بھلائی کے کاموں کے متعلق بتائیے جو میں بحالت کفر کرتا رہا ہوں مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا اور صلۂ رحمی وغیرہ، کیا مجھے ان کاموں کا اجر ملے گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی سابقہ نیکیوں کی وجہ ہی سے تو مسلمان ہوئے ہو (یعنی ان کا اجر یہی ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تمہارے پچھلے سارے گناہ معاف ہو گئے اور تمہارے کفر کے دور کی نیکیاں بھی بیکار نہ جائیں گی بلکہ ان سب کا بھی ثواب ملے گا۔ البتہ اگر تم مسلمان نہ ہوتے اور کفر کی حالت پر مر جاتے تو تمہارے سب نیکیاں ضائع ہو جائیں)۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲۴ الزکوۃ: باب ۲۴ من تصدق فی الشرک ثم اسلم

۷۸..... **حدیث** عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون (۸۲) الانعام" حقیقت میں تو امن انہی کے لئے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا"۔ تو مسلمانوں پر بہت شاق گزرا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں! یہاں ظلم سے مراد وہ ظلم نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو، در حقیقت آیت کریمہ میں ظلم سے مراد شرک ہے کیا تم نے (قرآن مجید میں) حضرت لقمانؑ کا وہ قول نہیں سنا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا (یبنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (۱۳)۔ لقمان) "بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۰ الانبیاء: باب ۴۱ قول اللہ تعالیٰ ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ

باب ۵٦: شیطانی وسوسے اور دل کے اندیشے اور خیال، اگر دل میں راسخ نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتا ہے۔

۷۹........ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو یہ رعایت دی ہے کہ (تمہارے) ایسے وسوسوں اور اندیشوں کو معاف فرمادیتا ہے جو دل میں پیدا ہوتے ہیں جب تک کہ تم ان کے مطابق عمل نہ کر گزرو یا ان کے بارے میں دوسرے سے گفتگو نہ کرو۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ٦٨ الطلاق: باب ۱۱ الطلاق فی الاغلاق

باب ۵۷: جب کوئی شخص نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی درج کر لی جاتی ہے لیکن اگر برائی کا قصد کرتا ہے تو وہ نہیں لکھی جاتی جب تک کہ کر نہ گزرے۔

۸۰........ حدیث ابو ہریرہؓ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے اسلام کو بہتر بنالیتا ہے (احسان پر عمل کرتا ہے) تو ہر ایک نیکی پر جو وہ کرتا ہے دس گنا سے سات سو گنا تک اجر لکھا جاتا ہے اور ہر برائی کے بدلے میں جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے صرف ایک گناہ درج کیا جاتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب الایمان: باب ۳۱ حسن اسلام المرء

۸۱........ حدیث ابن عباسؓ: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک حدیث قدسی میں) اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کہ اللہ نے نیکیاں اور بدیاں لکھیں پھر ان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ پوری ایک نیکی کا ثواب درج فرمالیتا ہے اور اگر کسی نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اپنے ارادے پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے سات سو گنا نیکیوں کا بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیوں کا ثواب لکھ لیتا ہے اور جس شخص نے بدی کا ارادہ کیا پھر اس ارادے پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب درج فرمالیتا ہے اور اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر وہ برائی کر گزرا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہی بدی اور گناہ درج کیا جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۸۱ باب ۳۱ من ھم بحسنۃ او ربسیئۃ

باب ۵۸: بحالت ایمان وسوسے کا پیدا ہونا...... جس کے دل میں وسوسہ پیدا ہو اسے کیا کہنا چاہئے۔

۸۲......... **حدیث** ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (بسا اوقات ایسا ہوتا ہے،) تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ وغیرہ، حتیٰ کہ وہ یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی کے دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ (شیطان سے) اللہ کی پناہ مانگے اور خود کو ایسے خیال سے باز رکھے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب الصفۃ ابلیس وجنودہ)

۸۳......... **حدیث** انس بن مالکؓ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہیں گے یہ تو درست ہے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے لیکن آخر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۹۶ الاعتصام: باب ۳ ما یکرہ من کثرۃ السوال)

باب ۵۹: اس شخص کے لئے عذاب دوزخ کی وعید، جو جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کو اس کے حق سے محروم کردے۔

۸۴......... **حدیث** عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو اس کے مال سے محروم کرنے کی خاطر حاکم کے حکم پر یا دیدہ دلیری سے جھوٹی قسم کھائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوگا! چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمنا قليلاً اؤلئك لا خلاق لهم فى الاخرة ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيامة ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم (۷۷) ال عمران

"وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، تو ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ قیامت کے روز نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے تو سخت دردناک عذاب ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت حضرت اشعث بن قیس آئے اور دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ آپ لوگوں سے کونسی حدیث بیان کررہے تھے۔ ہم نے بتایا کہ فلاں حدیث بیان کررہے تھے۔ حضرت اشعثؓ کہنے لگے کہ یہ آیت تو میرے حق میں نازل ہوئی تھی، میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (جس پر ہم دونوں کا باہم جھگڑا تھا) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یا تو تم گواہ پیش کرو (کہ کنواں تمہارا ہے) یا پھر وہ مدعا علیہ) قسم کھائے (کہ کنواں اس کا ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ تو قسم کھالے گا اس پر آپؐ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا مال دبانے کی غرض سے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے (قیامت) اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوگا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب التفسیر: ۳۔ سورۃ آل عمران: باب ۳ ان الذین یشترون بعہد اللہ الخ

باب ۶۰: جو شخص کسی کا مال ناجائز طریقے پر چھیننے کی کوشش کرے اس کا خون مباح ہے اور اس کوشش میں اگر وہ قتل ہوگیا تو جہنم میں جائے گا اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔

۸۵۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حدیث عبداللہ بن عمروؓ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۴۶ المظالم باب ۳۳ من قاتل دون مالہ

باب ۶۱: رعایا کے حقوق میں خیانت کرنے والا حاکم دوزخ کا مستحق ہے۔

۸۶۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (حدیث معقل بن یسارؓ: راوی بیان کرتے ہیں کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقلؓ بن یسار کے مرض الموت میں آپ کی عیادت کے لئے آیا تو حضرت معقلؓ نے اس سے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنی ہے! میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جس بندے کو اللہ نے رعیت کا حاکم و محافظ بنایا اور اس نے بھلائی اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق رعیت کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۸ من استرعی رعیۃ فلم ینصح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرۃ الاولیاء

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا

از: حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

تعارف: آپ خاصان خداوندی اور پردہ نشینوں کی مخدومہ، سوختہ عشق قرب الٰہی کی شیفتہ، اور پاکیزگی میں مریم ثانی تھیں۔ اگر معترض یہ کہے کہ مردوں کے تذکرے میں عورت کا ذکر کیوں کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ صورت کے بجائے قلب کو دیکھتا ہے اسی لئے روز محشر تمام محاسبہ صورت کے بجائے نیت پر ہوگا۔ لہٰذا جو عورت ریاضت وعبادت میں مردوں کے مماثل ہو اس کو بھی مردوں کے صف میں شمار کرنا چاہئے اس لئے کہ جب یوم حساب میں مردوں کو پکارا جائے گا تو سب سے قبل مریمؑ آگے بڑھیں گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر رابعہ بصری حضرت حسن بصری کی مجالس میں شرکت نہ کرتیں تو شاید آپ کے تذکرے کی ضرورت نہ آتی۔ لیکن اس کتاب میں جن بزرگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں وہ بطور توحید کے بیان کئے گئے جس میں من وتو کا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا اور بوعلی فارمدی کے اس قول کے مطابق مرد وزن میں فرق کرنا بے سود ہے کہ نبوت عین عزت ووقعت ہے اس میں چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی طرح ولایت کے مراتب بھی ہیں جن میں مرد وزن کا امتیاز نہیں ہوتا اور چونکہ رابعہ بصری باعتبار ریاضت ومعرفت میں ممتاز زمانہ تھیں اس لئے تمام اہل اللہ کی نظریں معتبر اور ذی عزت تصور کی جاتی تھیں اور آپ کے احوال اہل دل حضرات کے لئے زبردست حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔

پیدائش وجہ تسمیہ: ولادت کی شب میں آپ کے والد کے یہاں نہ تو اتنا تیل تھا جس سے ناف کی مالش کی جاتی اور نہ اتنا کپڑا تھا جس میں آپ کو لپیٹا جاسکتا حتیٰ کہ بدحالی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں چراغ تک نہ تھا اور چونکہ آپ اپنی تین بہنوں کے بعد تولد ہوئیں اسی مناسبت سے آپ کا نام رابعہ رکھا گیا اور جب آپ کی والدہ نے والد سے کہا کہ پڑوس میں سے تھوڑا سا تیل مانگ لاؤ تاکہ گھر میں کچھ روشنی ہو جائے تو آپ نے شدید اصرار پر ہمسایہ کے دروازے پر صرف ہاتھ رکھ کر گھر میں آکے کہہ دیا کہ وہ دروازہ نہیں کھولتا کیونکہ آپ یہ عہد کرچکے تھے کہ خدا کے سوا کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کروں گا۔

اسی پریشانی میں نیند آ گئی تو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ تیری یہ بچی بہت ہی مقبولیت حاصل کرے گی اور اس کی شفاعت سے میری امت کے ایک ہزار افراد بخش دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ والی بصرہ کے پاس ایک کاغذ پر تحریر کر کے لے جاؤ کہ تو ہر یوم ایک سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ میں چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جو رات گزری ہے اس میں تو درود بھیجنا بھول گیا۔ لہٰذا بطور کفارہ حامل ہذا کو چار سو دینار دے دے۔ والی صبح کو بیدار ہو کر آپ بہت روئے اور خط تحریر کر کے دربان کے ذریعہ والی بصرہ کے پاس بھیج دیا اس نے مکتوب پڑھتے ہی حکم دیا کہ حضور اکرم ﷺ کی یاد آوری کے شکرانے میں دس ہزار درہم تو فقراء میں تقسیم کر دو اور چار سو دینار اس شخص کو دے دو اس کے بعد والی بصرہ تعظیماً خود آپ سے ملاقات کرنے پہنچا اور عرض کیا کہ جب بھی آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہوا کرے مجھے مطلع فرما دیا کریں، چنانچہ انہوں نے چار سو دینار دے کر ضرورت کا تمام سامان خرید لیا۔

حالات : رابعہ بصری نے جب ہوش سنبھالا تو والد کا سہارا سر سے اٹھ گیا اور قحط سالی کی وجہ سے آپ کی تینوں بہنیں بھی آپ سے جدا ہو کر نہ جانے کہاں مقیم ہو گئیں، آپ بھی ایک طرف کو چل دیں اور ایک ظالم نے پکڑ کر زبردستی آپ کو اپنی کنیز بنا لیا اور کچھ دنوں کے بعد بہت ہی قلیل رقم میں فروخت کر دیا، اور اس شخص نے لا کر بے حد مشقت آمیز کام آپ سے لینے شروع کر دیئے۔ ایک مرتبہ آپ کہیں جا رہی تھیں کہ کسی نامحرم کو اپنے سامنے دیکھ کر اتنے زور سے گریں کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اس وقت آپ نے سر بسجود ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ! میں بے یار و مددگار پہلے ہی سے تھی اور اب ہاتھ بھی ٹوٹ چکا ہے اس کے باوجود میں تیری رضا چاہتی ہوں، چنانچہ ندائے غیبی آئی کہ اے رابعہ! غمگین نہ ہو، کل تجھے وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقرب فرشتے بھی تجھ پر رشک کریں گے۔ یہ سن کر آپ خوشی خوشی اپنے مالک کے یہاں پہنچ گئیں۔ اور آپ کا یہ معمول رہا کہ دن میں روزہ رکھتیں اور رات بھر عبادت میں صرف کر دیتیں، اور ایک شب جب آپ کے مالک کی آنکھ کھلی تو اس نے حیرت سے چاروں طرف دیکھا اور اس وقت ایک گوشہ میں آپ کو سربسجود پایا اور معلق نور آپ کے سر پر فروزاں دیکھا جب کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کر رہی تھیں کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو ہمہ وقت تیری عبادت میں گزار دیتی لیکن چونکہ تو نے مجھے غیر کا محکوم بنا دیا ہے اس لئے میں تیری بارگاہ میں دیر سے حاضر ہوتی ہوں، یہ سن کر آپ کا آقا بہت پریشان ہو گیا اور یہ عہد کر لیا کہ مجھے تو اپنی خدمت لینے کے بجائے الٹی ان کی خدمت کرنی چاہئے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی آپ کو آزاد کر کے استدعا کی کہ آپ یہیں قیام فرمائیں تو میرے لئے باعث سعادت ہے۔ ویسے آپ اگر کہیں اور جگہ جانا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ یہ سن کر آپ حجرے سے باہر

نکل آئیں اور ذکر و شغل میں مشغول ہو گئیں۔

آپ شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتی تھیں، اور گاہے بگاہے حسن بصری کے وعظ میں بھی شریک ہوتیں ایک روایت یہ ہے کہ ابتداء میں آپ گاتی بجاتی تھیں۔ بعد میں تائب ہو کر جنگل میں گوشہ نشین ہو گئیں۔ پھر جس وقت سفر حج پر روانہ ہوئیں تو آپ کا ذاتی گدھا بہت کمزور تھا اور جب آپ سامان لاد کر روانہ ہو چکیں تو وہ راستہ ہی میں مر گیا، یہ دیکھ کر اہل قافلہ آپ کو تنہا وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ اس وقت آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ نادار و عاجز کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے کہ پہلے تو اپنے گھر کی جانب مدعو کیا۔ پھر راستے میں میرے گدھے کو مار ڈالا اور مجھ کو جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا ابھی آپ کا شکوہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ گدھے میں جان آ گئی اور آپ اس پر سامان لاد کر عازم مکہ ہو گئیں۔

ایک راوی کا بیان ہے کہ عرصہ دراز کے بعد میں نے اس گدھے کو مکہ معظمہ کے بازار میں فروخت ہوتے بچشم خود دیکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دعا کی برکت سے اس کی عمر طویل ہوئی، جب آپ مکہ معظمہ پہنچیں تو کچھ ایام بیابان میں مقیم رہ کر خدا سے التجا کی کہ میں اس لئے دل گرفتہ ہوئی کہ میری تخلیق تو خاک سے ہوئی اور کعبہ پتھر سے تعمیر کیا گیا لہٰذا میں تجھ سے بلاواسطہ ملاقات کی خواہش مند ہوں، چنانچہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے رابعہ! کیا نظام عالم درہم برہم کر کے تمام اہل عالم کا خون اپنی گردن میں لینا چاہتی ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب موسیٰ نے دیدار کی خواہش کی اور ہم نے اپنی تجلیات میں سے ایک چھوٹی تجلی طور سینا پر ڈالی تو وہ پاش پاش ہو گیا، اس کے بعد آپ دوبارہ حج کو گئیں تو دیکھا کہ خانہ کعبہ خود آپ کے استقبال کے لئے چلا آ رہا ہے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے مکان کی حاجت نہیں بلکہ مکین کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے حسن کعبہ سے زیادہ جمال خداوندی کے دیدار کی تمنا ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم جب سفر حج پر روانہ ہوئے تو ہر گام پر دو رکعت نماز ادا کرتے ہوئے چلے اور مکمل چودہ سال میں مکہ معظمہ پہنچے اور دوران سفر یہ کہتے جاتے کہ دوسرے لوگ تو قدموں سے چل کر پہنچتے ہیں لیکن میں سر اور آنکھوں کے بل پہنچوں گا۔ جب مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں خانہ کعبہ غائب تھا، چنانچہ آپ اس تصور سے آبدیدہ ہو گئے کہ شاید میری بصارت زائل ہو چکی ہے لیکن غیب سے ندا آئی کہ بصارت زائل نہیں ہوئی بلکہ کعبہ ایک ضعیفہ کے استقبال کے لئے گیا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپ کو احساس ندامت ہوا اور گریہ کناں عرض کیا کہ یا اللہ وہ کون ہستی ہے؟ ندا آئی کہ وہ بہت ہی عظیم المرتبہ ہستی ہے۔ چنانچہ آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ سامنے سے حضرت رابعہ بصری لاٹھی کے سہارے چلی آ رہی ہیں اور کعبہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے اور آپ نے رابعہ بصری سے سوال کیا کہ تم نے نظام کو کیوں درہم برہم کر رکھا ہے؟

جواب ملا کہ میں نے تو نہیں البتہ تم نے ایک ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے جو چودہ برس میں کعبہ تک پہنچے ہو۔ حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ میں ہر گام پر دو رکعت نفل پڑھتا ہوا آیا ہوں جس کی وجہ سے اتنی تاخیر سے پہنچا۔ رابعہ نے فرمایا کہ تم نے نماز پڑھ کر فاصلہ طے کیا ہے اور میں عجز وانکساری کے ساتھ یہاں تک پہنچی ہوں۔ پھر ادائیگی حج کے بعد اللہ تعالیٰ سے رو کر عرض کیا، تو نے حج پر بھی اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور مصیبت پر صبر کرنے کا بھی۔ لہٰذا اگر تو میرا حج قبول نہیں فرماتا تو پھر مصیبت پر صبر کرنے کا ہی اجر عطا کر دے۔ کیونکہ حج قبول نہ ہونے سے بڑھ کر اور کون سی مصیبت ہو سکتی ہے۔ وہاں سے بصرہ واپس ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئیں اور جب دوسرے سال حج کا زمانہ آیا تو فرمایا گزشتہ سال تو کعبہ نے میرا استقبال کیا تھا اور اس سال میں اس کا استقبال کروں گی، چنانچہ شیخ فرمدی کے قول کے مطابق ایام حج کے موقعہ پر آپ نے جنگل میں جا کر کروٹ کے بل لڑھکنا شروع کر دیا اور مکمل سات سال کے عرصہ میں عرفات پہنچیں اور وہاں غیبی آواز سن کر کہ اس طلب میں کیا رکھا ہے؟ اگر تو چاہے تو ہم اس تجلی سے بھی نواز سکتے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنی قوت وسکت کہاں! البتہ رتبہ فقر کی خواہش مند ہوں۔ ارشاد ہوا کہ فقر ہمارے قہر کے مترادف ہے جس کو ہم نے صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے جو ہماری بارگاہ سے متصل ہو جاتے ہیں کہ سر مو فرق باقی نہیں رہتا۔ پھر ہم انہیں لذت وصال سے محروم کر کے آتش فراق میں جھونک دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان پر کسی قسم کا حزن وملال نہیں ہوتا بلکہ حصول قرب کے لئے از سر نو سرگرم عمل ہو جاتے ہیں مگر تو ابھی دنیا کے ستر پردوں میں ہے اور جب ان پردوں سے باہر آ کر ہماری راہ میں گامزن نہ ہو گی اس وقت تک تجھے فقر کا نام بھی نہ لینا چاہئے۔ پھر ارشاد ہوا کہ ادھر دیکھ! اور جب رابعہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو لہو ایک بحر بیکراں لٹکا ہوا نظر آیا، اور ندا آئی کہ ہمارے ان عشاق کی چشم خونچکاں کا دریا ہے جو ہماری طلب میں چلے اور پہلی ہی منزل میں اس طرح پاشکستہ ہو کر رہ گئے کہ ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ رابعہ بصری نے عرض کیا کہ ان عشاق کی ایک صفت مجھ پر ظاہر ہو۔ مگر یہ کہتے ہی انہیں نسوانی معذوری ہو گئی اور یہ ندا آئی کہ ان کا مقام یہی ہے جو سات سال تک پہلو کے بل لڑھکتے ہیں تا کہ خدا تک رسائی میں ایک حقیر سی شئے کا مشاہدہ کر سکیں۔ اور جب وہ قرب منزل تک رسائی حاصل کر لیں تو ایک حقیر سی علت ان کی راہوں کو مسدود کر کے رکھ دے۔ پھر رابعہ نے عرض کیا کہ اگر تیری مرضی مجھے اپنے گھر رکھنے کی نہیں تو پھر مجھے بصرہ میں ہی سکونت کی اجازت عطا کر دے کیونکہ میں تیرے گھر میں رہنے کی اہل نہیں ہوں اور یہاں آمد سے قبل صرف تمنائے دیدار میں زندگی بسر کرتی رہی جس کی مجھے اتنی بڑی سزا دی گئی ہے، یہ عرض کر کے بصرہ واپس پہنچ گئیں اور

تاحیات گوشہ نشیں ہوکر مصروف عبادت رہیں۔

یقین کی دولت: دو بھوکے افراد رابعہ بصری کے یہاں بغرض ملاقات حاضر ہوئے اور باہمی گفتگو کرنے لگے کہ اگر رابعہ اس وقت کھانا پیش کر دیں تو بہت اچھا ہو، کیونکہ ان کے یہاں رزق حلال میسر آ جائے گا، آپ کے یہاں اس وقت صرف دو ہی روٹیاں تھیں وہی ان کے سامنے رکھ دیں دریں اثناء کسی سائل نے سوال کیا تو آپ نے وہ دونوں روٹیاں اٹھا کر اس کو دے دیں، یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے لیکن کچھ وقفہ کے بعد ایک کنیز بہت سے گرم روٹیاں لئے ہوئے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یہ میری مالکہ نے بھجوائی ہیں۔ جب آپ نے ان روٹیوں کا شمار کیا تو وہ تعداد میں اٹھارہ تھیں، یہ دیکھ کر کنیز سے فرمایا کہ شاید تجھے غلط فہمی ہوگئی ہے کہ یہ روٹیاں میرے یہاں نہیں بلکہ کسی اور کے یہاں بھیجی گئی ہیں لیکن کنیز نے وثوق کے ساتھ عرض کیا، یہ آپ ہی کے لئے بھجوائی ہیں مگر آپ نے کنیز کے مسلسل اصرار کے باوجود واپس کر دیں اور جب کنیز نے اپنی مالکہ سے واقعہ بیان کیا تو اس نے حکم دیا کہ اس میں مزید روٹیوں کا اضافہ کر کے لے جاؤ۔ چنانچہ جب آپ نے بیس روٹیاں شمار کر لیں تب ان مہمانوں کے سامنے رکھا اور وہ محو حیرت ہوکر کھانے میں مصروف ہوگئے۔ جب فراغت طعام کے بعد رابعہ بصری سے واقعہ کی نوعیت معلوم کرنا چاہی تو فرمایا کہ جب تم یہاں حاضر ہوئے تو مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ تم بھوکے ہو اور جو کچھ گھر میں حاضر تھا وہ میں نے تمہارے سامنے رکھ دیا۔ اسی دوران ایک سائل آ پہنچا اور وہ دونوں روٹیاں میں نے اسے دے کر اللہ سے عرض کیا کہ تیرا وعدہ ایک کی بجائے دس دینے کا ہے اور مجھے تیرے قول صادق پر مکمل یقین ہے، لیکن کنیز کے اٹھارہ روٹیاں لانے سے میں نے سمجھ لا کہ اس میں ضرور کوئی سہو ہے اسی لئے میں نے واپس کر دیں اور جب وہ پوری بیس روٹیاں لے کر آئی تو میں نے وعدے کی تکمیل میں لے لیں۔

دوستی کا حق: ایک مرتبہ بوجہ تھکاوٹ نماز ادا کرتے ہوئے نیند آ گئی۔ اسی دوران میں ایک چور آپ کی چادر اٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن اسے باہر نکلنے کا راستہ ہی نظر نہیں آیا اور چادر اپنی جگہ رکھتے ہی راستہ نظر آ گیا۔ لیکن اس نے بوجہ حرص پھر چادر اٹھا کر فرار ہونا چاہا اور پھر راستہ نظر آنا بند ہوگیا۔ غرض کہ اسی طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ راستہ مسدود نظر آیا حتیٰ کہ اس نے ندائے غیبی سنی کہ تو خود کو آفت میں کیوں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ چادر والی نے برسوں سے خود کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور اس وقت شیطان تک اس کے پاس نہیں پھٹک سکا، پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے جو چادر چوری کر سکے۔ کیونکہ اگرچہ ایک دوست محو خواب ہے لیکن دوسرا دوست بیدار ہے۔

حقیقت شناسی: ایک مرتبہ آپ نے کئی یوم سے کچھ نہیں کھایا اور جب خادمہ کھانا تیار کرنے لگی تو گھر میں پیاز مانگ لانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو برسوں سے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کئے ہوئے ہوں کہ تیرے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کروں گی۔ لہٰذا اگر پیاز نہیں تو کوئی حرج نہیں، ابھی آپ کا جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک پرندہ چونچ میں پیاز لئے ہوئے آیا اور ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا۔ مگر آپ نے اس کو فریب شیطانی تصور کرتے ہوئے بغیر سالن کے روٹی کھالی۔

آپ ایک پہاڑی پر تشریف لے گئیں اور تمام صحرائی جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے لیکن اسی وقت خواجہ حسن بصری وہاں پہنچے تو وہ تمام جانور بھاگ گئے، حسن بصری نے حیرت زدہ ہو کر آپ سے سوال کیا کہ یہ تمام جانور مجھے دیکھتے ہی کیوں بھاگ گئے۔ رابعہ بصری نے پوچھا کہ آج آپ نے کیا کھایا ہے تو انہوں نے کہا گوشت روٹی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جب تم ان کا گوشت کھاؤ گے تو پھر یہ تم سے کیوں کر مانوس ہو سکتے ہیں۔

مقام ولایت: ایک مرتبہ آپ حضرت حسن بصری کے مکان پر پہنچیں تو اس وقت وہ مکان کی چھت پر اس درجہ مصروف گریہ تھے کہ اشکوں کا پرنالہ بہ پڑا۔ رابعہ بصری نے کہا کہ اگر آپ کی یہ گریہ وزاری فریب کا راز ہے تو اسے بند کر دو تا کہ آپ کے باطن میں ایسا بحر بیکراں موجزن ہو جائے کہ اگر اس کی گہرائیوں میں اپنے قلب کو تلاش کرنا چاہو تو نہ مل سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کر دینے میں قدرت کاملہ حاصل ہے آپ کی یہ باتیں گو حسن بصری کے لئے بار خاطر ہوئیں لیکن آپ نے خموشی اختیار کر لی اور ایک روز جب رابعہ بصری ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک حسن بصری بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلیٰ بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دونوں نماز ادا کریں۔ رابعہ نے جواب دیا کہا گر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر رابعہ نے اپنا مصلیٰ ہوا کے دوش پر بچھایا کر فرمایا کہ آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں تا کہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں پھر بطور دلجوئی رابعہ نے فرمایا کہ جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیر مکھی بھی کر سکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں۔

حضرت حسن بصری مکمل ایک شب و روز رابعہ بصری کے یہاں مقیم رہے اور حقیقت و معرفت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہے لیکن حسن بصری کہتے ہیں کہ اس دوران نہ تو مجھے یہ احساس ہوا کہ میں مرد ہوں اور نہ یہ محسوس ہوا کہ رابعہ عورت ہے اور وہاں سے واپسی پر میں نے اپنے آپ کو مفلس اور ان کو مخلص پایا۔

حضرت حسن بصری اپنے چند رفقاء کے ہمراہ ایک شب رابعہ بصری کے یہاں پہنچے لیکن اس وقت ان کے یہاں روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور حضرت حسن کو روشنی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ رابعہ نے

اپنی انگلیوں پر کچھ دم کیااور وہ ایسی روشن ہوگئیں کہ پورا مکان روشن ہوگیااور تا سحر وہ روشنی قائم رہی لیکن اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ چیز بعید از قیاس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صدق دلی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے اس کو آپ کے معجزے میں سے کچھ حصہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ خرق عادت شئے کا اظہار انبیاء کے حق میں معجزہ کہا جاتا ہے اور ولی کے لئے کرامت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہ کرامت اسے صرف اتباع نبوت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ رؤیائے صادق نبوت کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔

حضرت رابعہ بصری نے ایک مرتبہ حضرت حسن کے لئے بطور ہدیہ موم سوئی اور بال روانہ کئے اور یہ پیغام بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم ان دونوں چیزوں کی تکمیل کر لوگے تو بال کی مانند ہوجائے گے اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہیں ہوگا۔

ایک مرتبہ حسن بصری نے سوال کیا کہ تمہیں نکاح کی خواہش نہیں ہوتی ؟ آپ نے جواب دیا کہ نکاح کا تعلق تو جسم و وجود سے ہے اور جس کا وجود اپنے مالکمیں مل گیا ہو تو اس کے لئے ہر شئے میں اپنے مالک کی اجازت ضروری ہے۔

معرفت: حسن بصری نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ مراتب عظیم کیسے حاصل ہوئے؟ فرمایا کہ ہر شئے کو یاد الٰہی میں گم کر کے، پھر حسن نے سوال کیا کہ تم نے خدا کو کیوں کر پہچانا؟ جواب دیا کہ بے مایہ اور بے کیف ہونے کی وجہ سے۔ ایک دفعہ حسن بصریؒ نے آپ سے فرمائش کی کہ مجھے ان علوم کی بابت سمجھاؤ جو بے کیف ہونے کی وجہ سے۔ ایک دفعہ حسن بصریؒ نے آپ سے فرمائش کی کہ مجھے ان علوم کی بابت سمجھاؤ جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں، فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا سوت کات کر تکمیل ضروریات کے لئے دو درہم میں فروخت کر دیا اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درم لے کر اس خیال میں غرق ہوگئی کہ اگر میں نے دونوں کو ایک ہاتھ میں لیا تو یہ جوڑا بن جائے گا اور یہ بات وحدانیت کے خلاف اور میری گمراہی کا باعث ہوسکتی ہے۔ بس اس کے بعد سے میری تمام راہیں کھلتی گئیں۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے بیان کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے رہتے ہیں کہ اگر میں روز محشر ایک لمحہ کے لئے بھی دیدار خداوندی سے محروم رہا تو اتنے گریہ وزاری کروں گا کہ اہل فردوس کو بھی مجھ پر رحم آجائے گا، رابعہ نے کہا کہ انہوں نے بالکل صحیح کیا، لیکن یہ شئے بھی اسی کے شایان شان ہے جو آن واحد کے لئے یاد الٰہی سے غافل نہ رہتا ہو۔

جب آپ سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا کہ تین چیزیں میرے لئے وجہ غم بنی ہوئی ہیں اور اگر تم یہ غم دور کر دو تو میں یقیناً کرلوں گی۔ اور یہ کہ کیا خبر میری موت اسلام پر ہوگی یا نہیں؟

دوم روز محشر میرا نامہ اعمال جانے سیدھے ہاتھ میں ہو یا الٹے ہاتھ میں؟ روز محشر جب جنت میں ایک جماعت کو داہنی طرف سے اور دوسری کو بائیں طرف سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہوگا، لوگوں نے عرض کیا ان تینوں سوالوں کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ آپ نے فرمایا جس کو اتنے غم ہوں تو اس کو نکاح کی کیا تمنا ہو سکتی ہے؟۔

جب لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جائیں گی؟ جواب دیا کہ جس جہان سے آئی ہوں اس جہان میں لوٹ جاؤں گی۔ پھر سوال کیا گیا اس جہان میں آپ کا کیا کام ہے؟ فرمایا کف افسوس ملنا، اور جب افسوس کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں رزق تو اس جہان کا کھاتی ہوں اور کام اس جہان کا کرتی ہوں۔

خود شناسی وخدا شناسی: ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی شیریں بیانی تو اس قابل ہے کہ آپ کو مسافر خانہ کا نگران مقرر کر دیا جائے، فرمایا میں تو خود ہی اپنے مسافر خانہ کی محافظ ہوں کیوں کہ جو کچھ میرے اندر ہے اسے باہر نکال دیتی ہوں اور جو میرے باہر ہے اس کو اندر نہیں جانے دیتی اس لئے مجھے کسی کی آمد ورفت سے کوئی سروکار نہیں کیوں کہ قلب کی نگہبان ہوں، خاکی جسم کی نہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ ابلیس کو دشمن تصور کرتی ہیں فرمایا کہ میں تو رحمٰن کی دوستی میں مشغولیت کی وجہ سے ابلیس کی دشمنی کا تصور ہی نہیں کرتی۔

عالم خواب میں حضور اکرمؐ نے آپ سے فرمایا کہ کیا تو مجھے محبوب رکھتی ہے؟ تب رابعہ نے عرض کیا کہ وہ کون بدنصیب ہوگا جو آپ کو محبوب نہ رکھتا ہو لیکن میں تو حب الٰہی میں ایسی غرق ہوں کہ اس کے سوا کسی کی محبوبیت کا تصور تک بھی نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں کسی کی محبوبیت کا احساس تک باقی نہیں رکھتی۔

لوگوں کے اس سوال پر کہ محبت کیا شئے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محبت ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ کیونکہ بزم عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ تک نہیں چکھا جس کے نتیجہ میں محبت اللہ تعالیٰ میں ضم ہو کر رہ گئی ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یحبھم ویحبونہ اللہ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی نے یہ سوال کیا کہ جس کی عبادت کرتی ہیں کیا وہ آپ کو نظر بھی آتا ہے، فرمایا کہ اگر نظر نہ آتا تو عبادت کیوں کرتی۔

آپ ہمہ اوقات گریہ وزاری کرتی رہتی تھیں اور جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں اس فراق سے خوفزدہ ہوں جس کو محفوظ تصور کرتی ہوں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ دم نزع یہ ندا نہ آ جائے کہ تو لائق بارگاہ نہیں ہے۔

حقائق: لوگوں نے جب آپ سے یہ سوال کیا کہ خدا بندے سے کس وقت خوش ہوتا ہے؟ فرمایا کہ

جب بندہ محنت پر اس طرح شکر ادا کرتا ہے جیسا کہ نعمت پر کرتا ہے لوگوں نے سوال کیا کہ عاصی کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں فرمایا کہ اس وقت تک وہ توبہ ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا توفیق نہ دے اور جب توفیق حاصل ہوگئی تو پھر قبولیت میں بھی کوئی شک نہیں رہا پھر فرمایا جب تک قلب بیدار نہیں ہوتا اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا کی راہ نہیں ملتی، اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ قلب بیدار وہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنافی اللہ کی منزل ہے۔

حقیقی توبہ: آپ اکثر یہ فرمایا کرتیں کہ صرف زبانی توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کا فعل ہے کیونکہ اگر صدق دلی کے ساتھ توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے، پھر فرمایا کہ معرفت توجہ الی اللہ کا نام ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ وہ خدا سے پاکیزہ قلب طلب کرے اور جب عطا کر دیا جائے تو پھر اسی وقت اس کو خدا کے حوالے کر دے تاکہ حجابات حفاظت میں محفوظ رہ کر مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔

دانشمندی: حضرت صالح عامری اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب مسلسل کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو آخر کار کسی نہ کسی وقت کھول ہی دیا جاتا ہے۔ رابعہ بصری نے آپ کا یہ جملہ سن کر سوال کیا کہ آخر وہ کب کھلے گا؟ کیوں کہ وہ تو کبھی بند ہی نہیں ہوا۔ یہ سن کر حضرت صالح کو آپ کی دانشمندی پر مسرت ہوئی اور اپنی کم عقلی پر رنج۔

ایک مرتبہ رابعہ بصری نے کسی کو ہائے غم، ہائے غم کی رٹ لگاتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ ہائے غم نہ کہو بلکہ ہائے بے غمی کہہ کر نوحہ کرو کیونکہ اگر تم میں غم ہوتا تو تم میں بات کرنے کی سکت نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ کسی شخص کو سر پر پٹی باندھے ہوئے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ سر میں بہت درد ہے، آپ نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے اس نے کہا کہ تیس سال، پھر سوال کیا، کیا تو نے تیس سال کے عرصہ میں کبھی صحت مندی کے شکرانے میں تو پٹی باندھی نہیں اور صرف ایک یوم کے مرض میں شکایت کی پٹی باندھ کر بیٹھ گیا۔

کسی کو آپ نے چار درہم دے کر کمبل خریدنے کا حکم دیا، اس نے سوال کیا کہ کمبل سیاہ لاؤں یا سفید؟ یہ سنتے ہی آپ نے اس سے درہم واپس لے کر دریا میں پھینکتے ہوئے فرمایا کہ ابھی کمبل خریدا بھی نہیں کہ سیاہ و سفید کا جھگڑا کھڑا ہو گیا اور خریداری کے بعد نہ جانے کیا وہاں پیش آ جاتا، ایک مرتبہ موسم بہار میں آپ کنج تنہائی میں تھیں کہ خادمہ نے باہر نکلنے کی استدعا کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہاں آ کر رنگینیٔ فطرت کا نظارہ کیجئے کہ اس نے کیسی کیسی رنگینیاں تخلیق فرمائی ہیں، لیکن آپ نے جواب دیا کہ تو بھی گوشہ نشیں ہو کر خود صانع حقیقی ہی کا مشاہدہ کر لے کیونکہ میرا مقصد صانع کا نظارہ ہے نہ کہ صنعت کا۔

کچھ لوگ زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ دانتوں سے گوشت کاٹ رہی ہیں انہوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کے یہاں چاقو چھری نہیں ہے جو دانتوں سے کام لے رہی ہیں؟ فرمایا کہ میں محض اس خوف سے چاقو چھری نہیں رکھتی کہ کہیں وہ میرے اور میرے محبوب کے رشتہ کو منقطع نہ کر دے۔

دردِ دل: ایک مرتبہ آپ نے سات شب و روز مسلسل روزے رکھے اور شب میں قطعاً آرام بھی نہیں کیا۔ لیکن جب آٹھویں دن بھوک کی شدت کی نفس نے فریاد کی کہ مجھے کب تک اذیت دو گی تو اسی وقت ایک شخص کھانے کی کوئی شئے پیالے میں لئے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ لے کر شمع روشن کرنے اٹھیں۔ اسی وقت ایک بلی کہیں سے آئی اور وہ پیالہ الٹ دیا۔ اور جب پانی سے روزہ کھولنے اٹھیں تو شمع بجھ گئی اور آب خورہ گر کو ٹوٹ گیا، اس وقت آپ نے ایک دلدوز آہ بھر کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ یہ کیسا معاملہ کیا جارہا ہے؟ ندا آئی کہ اگر دنیاوی نعمتوں کی طلب گار ہو تو ہم عطا کئے دیتے ہیں لیکن اس کے عوض میں اپنا درد تمہارے قلب سے نکال لیں گے۔ اس لئے کہ ہمارے غم اور غم روزگار کا ایک قلب میں اجتماع ممکن نہیں اور نہ کبھی جداگانہ مرادیں ایک قلب میں جمع ہو سکتی ہیں۔ یہ ندا سنتے ہی دامن امید چھوڑ کر اپنا قلب حب دنیا سے اس طرح خالی کر لیا، کہ جس طرح موت کے وقت مرنے والا امید زندگی ترک کر کے قلب کو دنیاوی تصورات سے خالی کر دیتا ہے اور اس کے بعد آپ بھی دنیا سے اس طرح کنارہ کش ہو گئیں کہ ہر صبح یہ دعا کرتیں کہ اے اللہ! مجھے اس طرح اپنی جانب متوجہ فرمالے کہ اہل جہان مجھے تیرے سوا کسی کام میں مشغول نہ دیکھ سکیں۔

بعض لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ بلا کسی ظاہری مرض کے آپ گریہ وزاری کیوں کرتی رہتی ہیں۔ فرمایا کہ میرے سینے میں ایک مرض نہاں ہے کہ جس کا علاج نہ کسی طبیب کے بس میں ہے اور نہ وہ مرض تمہیں دکھائی دے سکتا ہے اور اس کا واحد علاج صرف وصال خداوندی ہے۔ اس لئے میں مریضوں جیسی صورت بنائے ہوئے گریہ وزاری کرتی رہتی ہوں کہ شاید اسی سبب سے قیامت میں خواہش پوری ہو جائے۔

استغنا: کچھ اہل اللہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے سوال کیا کہ خدا کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ ان میں سے اس نے جواب دیا۔

کہ ہم جہنم کے ان طبقات سے خائف ہو کر جن پر سے روز محشر گزرنا پڑے گا خدا کی بندگی کرتے ہیں تاکہ جہنم سے محفوظ رہ سکیں اور دوسرے نے جواب دیا کہ ہم خواہش فردوس میں اس کی بندگی کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جو بندہ خوف جہنم اور امید فردوس کی وجہ سے بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی برا ہے۔

یہ سن کر لوگوں نے سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا سے امید و بیم نہیں؟ فرمایا کہ پہلے ہمسایہ ہے بعد میں اپنا

گھر۔اسی لئے ہماری نظروں میں فردوس وجہنم ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ عبادت الٰہی فرض عین ہے اگر وہ فردوس وجہنم کو تخلیق نہ کرتا تو کیا بندے اس کی بندگی سے منکر ہو جاتے ہیں؟اس سے معلوم ہوا کہ ہم درجات ہٹ کر بلاواسطہ اس کی پرستش کرنی چاہئے۔

ایک بزرگ نے آپ کو گندے لباس میں دیکھ کر عرض کیا کہ اللہ کے بہت سے اسے بندے جو آپ کی جنبش آبرو پر نفیس سے نفیس لباس مہیا کر سکتے ہیں۔فرمایا کہ مجھے طلب غیر سے اس لئے حیا آتی ہے کہ مالک دنیا تو خدا ہے اور اہل دنیا کو ہر شئے عاریۃً عطا کی گئی ہے اور جس کے پاس ہر شئے خود عاریہ ہو اس سے کچھ طلب کرنا باعث ندامت ہے۔یہ سن کران بزرگ نے آپ کے صبر و بے نیازی کی داددی۔

آزمائش: بطور آزمائش کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ خدا نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور وصف نبوت صرف مردوں ہی کو کیوں حاصل ہے اس کے باوجود بھی آپ کو اپنے اوپر فخر وتکبر ہے اور لاحاصل ریاکاری میں مبتلا ہیں،فرمایا کہ یہ تم لوگ بجا کہتے ہو،لیکن یہ تو بتاؤ کہ کیا کبھی کسی عورت نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور کیا کوئی عورت بھی ہیجڑہ ہوئی ہے؟ جب کہ سینکڑوں مرد مخنث پھرتے ہیں۔
ایک مرتبہ علیل ہو گئیں اور وجہ مرض دریافت کرنے پر فرمایا کہ جب میرا قلب جنت کی جانب متوجہ ہوا تو باری تعالیٰ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور اسی کا غصہ میرے مرض کا باعث ہے،حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ جب میں آپ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا تو بصرے کا ایک رئیس آپ کے آستانے پر روپوں کی تھیلی رکھے ہوئے مصروف گریہ تھا اور یہ کہتا جارہا تھا کہ یہ رقم رابعہ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی اس کو قبول نہیں فرمائیں گی۔لہٰذا اگر آپ سفارش کردیں تو شاید قبولیت حاصل ہو جائے چنانچہ حسن بصری نے اندر پہنچ کر اس کی استدعا پیش کردی لیکن رابعہ نے فرمایا کہ میں جب سے خدا شناس ہوگئی ہوں اس وقت سے مخلوق سے کچھ لینا اور میل ملاپ ترک کردیا ہے۔پھر آپ خود ہی سوچیں کہ جس رقم کے متعلق یہ بھی علم نہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز اس کو میں کیسے قبول کر سکتی ہوں؟۔

حضرت عبدالواحد عامری بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت سفیان رابعہ بصریؒ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے تو کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ لب کشائی کی ہمت ہی نہ ہو سکی حتیٰ کہ رابعہ نے خود ہی فرمایا کہ کچھ گفتگو کیجئے ،تو ہم دونوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرض دور فرمادے،رابعہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرض دور فرمادے۔

اور میں اس عطا کردہ شئے کا شکوہ کیسے کر سکتی ہوں کیونکہ یہ کسی دوست کے لئے بھی مناسب نہیں کہ رضائے دوست کی مخالفت کرے۔پھر حضرت سفیان نے پوچھا کہ کیا آپ کو کسی شئے کی خواہش ہے!

فرمایا کہ تم صاحب معرفت ہو کر ایسا سوال کرتے ہو اور بصرہ میں کھجور کی ارزانی کے باوجود بارہ سال سے کچھ کھانے کی خواہش ہے لیکن میں نے محض اس لئے نہیں چکھی کہ بندے کو اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ رضائے الٰہی کے بغیر کوئی کام کرنا کفر کے ہم معنی ہے۔ پھر حضرت سُفیان نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ اگر تمہارے اندر حب دنیا نہ ہوتی تو تم نیکی کا مجسمہ ہوتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کیا فرمارہی ہیں؟ آپ نے کہا کہ بچی بات کہہ رہی ہوں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کم عقلی کی باتیں نہ کرتے۔ اس لئے کہ جب تمہیں یہ علم ہے کہ دنیا فانی ہے اور فانی شئے کی ہر شئے فانی ہوا کرتی ہے اس کے باوجود بھی تم نے یہ سوال کیا کہ تمہاری طبیعت کسی چیز کو چاہتی ہے؟ یہ سن کر سفیان نے محو حیرت ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اللہ! میں تیری رضا کا جویا ہوں، رابعہ نے فرمایا کہ تمہیں رضائے الٰہی کی جستجو کرتے ہوئے ندامت نہیں ہوتی جب کہ تم خود اس کی رضا کے طالب نہی ہو۔

کار ساز ما بفکر کارما: حضرت مالک بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ بغرض ملاقات رابعہ کے یہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک ٹوٹا ہوا مٹی کا لوٹا ہے جس سے آپ وضو کرتی ہیں اور پانی پیتی ہیں اور ایک بوسیدہ چٹائی ہے جس پر اینٹ کا تکیہ بنا کر استراحت فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے بہت سے احباب مالدار ہیں اگر اجازت ہو تو ان سے آپ کے لئے کچھ طلب کرلوں؟ آپ نے سوال کیا کہ کیا مجھے اور تمہیں دولت مندوں کو رزق عطا کرنے والی ایک ہی ذات نہیں ہے؟ تو پھر کیا درویشوں کو ان کی غربت کی وجہ سے اس ذات نے فراموش کر دیا ہے اور امراء کو رزق دینا یاد رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہے، فرمایا کہ جب وہ ذات ہر فرد کی ضروریات سے واقف ہے تو پھر ہمیں یاد دہانی کی کیا ضرورت ہے؟ اور ہمیں اسی کی خوشی میں خوشی ہونی چاہئے۔

صدق کی تعریف: حضرت حسن بصری مالک بن دینار اور شفیق بلخی ایک مرتبہ رابعہ کے مکان پر صدق وصفا کے موضوع پر تبادلہ خیال کر رہے تھے تو حسن بصری نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب کو ناقابل برداشت تصور کرے وہ اپنے دعویٰ صدق میں کاذب ہے۔ یہ سن کر رابعہ بصری نے کہا کہ یہ قول خود پسندی کا آئینہ دار ہے۔ پھر شفیق بلخی نے فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب پہ شکر ادا نہ کرے وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے۔ اس پر رابعہ بصری نے فرمایا کہ صادق ہونے کی تعریف کچھ اس سے اور زیادہ بلند ہونی چاہئے۔ پھر مالک بن دینار نے صدق کی تعریف میں فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کی ضرب میں لذت محسوس نہ کرے اس کا دعویٰ صدق باطل ہے۔ لیکن رابعہ بصری نے دوبارہ یہی فرمایا کہ اس سے بھی افضل واعلیٰ کوئی اور تعریف ہونی چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ نے صدق کی یہ تعریف بیان

کی کہ جو مالک کے دیدار پر اپنے زخموں کی اذیت فراموش نہ کر سکے۔ وہ اپنے دعویٰ صدق میں جھوٹا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ دیدار خداوندی میں شدت تکلیف کو فراموش کر دینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ جب کہ حسن یوسف کو دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنی انگلیاں تراش ڈالیں اور تمہائے دیدار میں تکلیف کا قطعاً احساس نہ ہو سکا۔

محبت کی علامت: مشائخین بصرہ میں سے ایک شیخ آپ کے یہاں جا کر سرہانے بیٹھے ہوئے دنیا کی شکایت کرنے لگے تو رابعہ نے فرمایا کہ غالباً آپ کو دنیا سے بہت لگاؤ ہے۔ کیونکہ جو شخص جس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ذکر بھی بہت زیادہ کرتا ہے۔ اگر آپ کو دنیا سے لگاؤ نہ ہوتا تو آپ کبھی اس کا ذکر نہ چھیڑتے۔

توکل: حضرت حسن بصری شام کو ایسے وقت رابعہ کے یہاں پہنچے جب کہ وہ چولہے پر سالن تیار کر رہی تھیں لیکن آپ کی گفتگو سن کر فرمانے لگیں کہ یہ باتیں سالن پکارنے سے کہیں بہتر ہیں اور نماز مغرب کے بعد جب ہانڈی کھول کر دیکھا تو سالن خود بخود تیار ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے اور حسن بصریؒ نے ساتھ مل کر گوشت کھایا۔ اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ ایسا لذیذ گوشت میں نے زندگی بھر نہیں کھایا۔

مقصد بندگی: حضرت سفیان اکثر یہ فرمایا کرتے کہ ایک شب کو میں رابعہ کے یہاں پہنچا تو وہ پوری شب مشغول عبادت رہیں اور میں بھی ایک گوشہ میں نماز پڑھتا رہا، پھر صبح کے وقت رابعہ نے فرمایا کہ عبادت کی توفیق عطا کئے جانے پر ہم کسی طرح معبود حقیقی کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور میں بطور شکرانہ کل کا روزہ رکھوں گی۔ اکثر آپ یہ دعا کیا کرتیں کی یا خدا! اگر روز محشر تو نے مجھے نار جہنم میں ڈالا تو میں تیرا ایک ایسا راز افشاں کر دوں گی جس کو سن کر جہنم مجھ سے ایک ہزار سال کی مسافت پر بھاگ جائے گی اور کبھی یہ دعا کرتیں کہ دنیا میں میرے لئے جو حصہ متعین کیا گیا ہے وہ اپنے معاندین کو دے دے اور جو حصہ عقبیٰ میں مخصوص ہے وہ اپنے دوستوں میں تقسیم فرما دے کیونکہ میرے لئے تو صرف تیرا وجود ہی بہت کافی ہے اور اگر جہنم کے ڈر سے عبادت کرتی ہوں تو مجھے جہنم میں جھونک دے اور اگر خواہش فردوس وجہ عبادت ہو تو فردوس میرے لئے حرام فرما دے اور اگر میری پرستش صرف تمنائے دیدار کے لئے ہو تو پھر اپنے جمال عالم افروز سے مشرف فرما دے لیکن اگر تو نے مجھے جہنم میں ڈال دیا تو میں یہ شکوہ کرنے میں حق بجانب ہوں گی کہ دوستوں کے ہمراہ دوستوں ہی جیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ اس کے بعد ندائے غیبی آئی کہ تم ہم سے بدظن نہ ہو۔ ہم تجھے اپنے ایسے دوستوں کی قربت میں جگہ دیں گے جہاں تم ہم سے ہم کلام ہو سکے گی، پھر آپ نے خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرا کام تو بس تجھے یاد کرنا اور آخرت میں تمنائے

دیدار لے کر جانا ہے۔ ویسے مالک ہونے کی حیثیت سے تو مختار کل ہے۔ ایک رات حالت عبادت میں آپ نے خدا سے عرض کیا کہ مجھے یا تو حضوری قلب عطا فرما، یا پھر بے رغبتی کی قبولیت عنایت کر دے۔

وفات کے وقت آپ نے مجلس میں حاضرین مشائخین سے فرمایا کہ آپ حضرات یہاں سے ہٹ کر ملائکہ کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ چنانچہ سب باہر نکل آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اندر سے یہ آواز سنائی دی کہ یا۔تہا النفس المطمئنۃ ارجعی یعنی اے مطمئن نفس اپنے مولا کی جانب لوٹ چل اور جب کچھ دیر کے بعد اندر سے آواز آنی بند ہوگئی تو لوگوں نے جب اندر جا کر دیکھا تو روح نفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ مشائخین کا قول ہے کہ رابعہ نے خدا کی شان میں کبھی کوئی گستاخی نہ کی اور نہ کبھی دکھ سکھ پرواہ کی، اور مخلوق سے کچھ طلب کرنا تو درکنار اپنے مالک حقیقی سے کبھی کچھ نہیں مانگا اور انوکھی شان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

کسی نے حضرت رابعہ بصری کو خواب میں دیکھ کر دریافت فرمایا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسا معاملہ رہا؟ جواب دیا کہ نکیرین نے جب مجھ سے سوال کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کر دو کہ جب تو نے پوری مخلوق کے خیال کے باوجود ایک ناسمجھ عورت کو کبھی فراموش نہیں کیا تو پھر وہ تجھے کیوں کر بھول سکتی ہے۔ اور جب دنیا میں تیرے سوا اس کا کسی سے تعلق نہ تھا تو پھر ملائکہ کے ذریعہ جواب طلبی کے کیا معنیٰ۔

حضرت محمد اسلم طوسی اور نعیمی طرطوسی نے بیابانوں میں تیس ہزار راہ گیروں کو پانی پلایا اور رابعہ بصری کے مزار پر آ کر کہا کہ تیرا قول تو یہ تھا کہ میں دو جہان سے بے نیاز ہو چکی لیکن آج وہ تیری بے نیازی کہاں رخصت ہوگئی، چنانچہ مزار میں سے آواز آئی کہ جس چیز کا میں مشاہدہ کرتی رہی اور فی الوقت بھی کر رہی ہوں وہ میرے لئے بہت ہی باعث برکت ہے۔

☆☆☆

حرام خور پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، جب تک وہ لقمہ (کسی شکل میں بھی) اس کے پیٹ میں رہتا ہے، زمین و آسمان کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلستان سعدی

از:........ حضرت مولانا شیخ سعدیؒ

اگر صد سال گبر آتش فروزد　　اگر یک دم درو افتد بہ سوزد

اگر آتش پرست سو سال تک بھی آگ کو روشن کرے　　اگر اس میں ذرا بھی گر جائے تو جل جائے

افتد کہ ندیم حضرت سلطان رازر بیاید وباشد کہ سر برود وحکما گفتہ اند

ہوسکتا ہے کہ بادشاہ کا مصاحب سونا حاصل کرلے اور ہوسکتا ہے کہ اس کا سر ہی جاتا رہے اور عقلمندوں نے کہا ہے

از تلونِ طبع پادشاہان پر حذر باید بود کہ وقتے بسلامے برنجند وگاہے

بادشاہوں کی تلون مزاجی سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ کہ کبھی تو سلام کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہیں اور کبھی

بہ دشنامے خلعت دہند وگفتہ اند ظرافت بسیار ہنر ندیمان

گالی پر جوڑا بخشتے ہیں اور لوگوں نے کہا ہے زیادہ ہنسی مذاق کرنا مصاحبوں کا ہنر

ست وعیب حکیماں

ہے اور عقلمندوں کے لئے باعث عیب۔

فرد

تو بر سرِ قدرِ خویشتن باش ووقار　　بازی وظرافت بہ ندیماں بگزار

تو اپنے مرتبہ اور وقار پر قائم رہ　　ہنسی اور مذاق مصاحبوں کے لئے چھوڑ

حکایت:

یکے از رفیقاں شکایت روزگار ناساعد بنزد من آورد کہ کفاف

دوستوں میں سے ایک دوست ناموافق زمانہ کی شکایت لے کر میرے پاس آیا کہ میں آمدنی

اندک دارم وعیال بسیار وطاقتِ بارِ فاقہ نمی آرم وبارہا دردلم آمد کہ
تھوڑی رکھتا ہوں اور بال بچے زیادہ اور فاقہ کشی کی اب طاقت نہیں رہی اور بہت مرتبہ دل میں آیا کہ
باقلیمے دیگر نقل کنم تادر ہرصورتے کہ زندگانی کنم کسے رابر نیک وبدمن اطلاع نہ باشد
کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں تاکہ جس صورت سے بھی زندگی کٹے کسی کو میرے اچھے برے کی خبر نہ ہو۔

بیت

بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست　　بس جاں بلب آمد کہ بروکس نہ گریست
بہت سے بھوکے سوئے اور کوئی نہ جان سکا کہ یہ کون ہے　　بہت سے ایسے ہیں کہ ان کی جان ہونٹوں پر آئی اور ان پر کوئی نہ رویا

باز از شماتت اعدامی اندیشم کہ بہ طعنہ درقفائے من بخندند وسعی مرا درحق
پھر دشمنوں کی خوشی کا خیال کرتا ہوں کہ میری پیٹھ پیچھے طعنہ زنی کرکے ہنسی اڑائیں گے اور میری اس کوشش کو
عیال برعدم مروت حمل کنند وگویند
بال بچوں کے بارے میں بے مروتی پر محمول کریں گے اور کہیں گے

قطعہ

بہ بیں آں بے حمیت راکہ ہرگز　　نخواہد دید روئے نیک بختی
اس بے غیرت کو دیکھو کہ ہرگز　　وہ نیک بختی کا منہ نہ دیکھے گا
کہ آسانی گزیند خویشتن را　　زن وفرزند بگزارد بسختی
کہ اپنے لئے آسانی اختیار کرتا ہے　　بیوی اور بچوں کو سختی میں چھوڑتا ہے

ودریں علم محاسبت چنانکہ معلوم ست چیزے دانم اگر بجاہ شما شغلے معین شود کہ
اور علم حساب میں جیسا کہ جناب کو معلوم ہے میں کچھ جانتا ہوں اگر جناب کے مرتبے کے طفیل کوئی خدمت میرے لیے مقرر
موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمراز عہدۂ شکر آں بیروں آمدن نتوانم گفتم
ہو جائے جو کہ دلجمعی کا سبب ہو تو باقی عمر اس احسان کے شکریہ سے سبکدوش نہ ہوسکوں گا میں نے کہا

عمل پادشاہ اے برادر دوطرف دارد امید نان وبیجان وخلاف رائے

اے بھائی بادشاہ کی نوکری کے دو پہلو رکھتی ہے روٹی کی امید اور جان کا خطرہ اور عقلمندوں کی رائے

خردمنداں باشد بدیں امید دراں بیم افتادن

کے خلاف ہے اس امید میں اس خطرے میں پڑنا۔

قطعہ

کس نیاید بخانۂ درویش　　　که خراج زمین وباغ بده

فقیر کے گھر پر کوئی نہیں آتا　　　کہ زمین اور باغ کا ٹیکس ادا کر

یا به تشویش وغصہ راضی شو　　　یا جگر بند پیش زاغ بنہ

یا تو رنج و پریشانی پر راضی ہوجا　　　یا کلیجی (چیل) کوے کے لئے نکال کر رکھ دے

گفت ایں موافق حال من نہ گفتی وجواب سوال من نیاوردی نشنیدۂ کہ

اس نے کہا جناب نے یہ بات میرے مناسب حال نہیں فرمائی اور میرے سوال کا جواب نہ دیا آپ نے یہ نہیں سنا

ہر کہ خیانت ورزد دستش از خیانت بلرزد

کہ بزدلی کی وجہ سے اسی کا ہاتھ کانپتا ہے جو خیانت کرتا ہے۔

فرد

راستی موجبِ رضائے خداست　　　کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

سچائی خدا کے راضی ہونے کا سبب ہے　　　میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ سیدھے راستہ پر بھٹکا ہو

حکماء گویند کہ چہار کس از چہار کس بجاں برنجند حرامی از سلطاں ودزد از پاسپاں

عقلمندوں نے کہا ہے کہ چار آدمیوں کی چار آدمیوں سے جانی دشمنی ہوتی ہے ڈاکو کی بادشاہ سے۔ چور کی چوکیدار سے۔

وفاسق از غماز وروسپی از محتسب آں را کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک

بدکار کی چغلخور سے۔ رنڈی کی کوتوال سے جس کا حساب پاک ہے اس کو حساب کتاب کا کیا ڈر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان حافظ

از: .... حضرت حافظ شیرازی

بجان خواجہ و حقِ قدیم و عہدِ درست — کہ مونسِ دمِ صبحم دعائے دولت تست

خواجہ کی جان اور قدیم حق اور پکے عہد کی قسم — کہ تیری دولت کی دعا، میری صبح کے وقت کی مونس ہے

سرشکِ من کہ ز طوفانِ نوح دست ببرد — ز لوحِ سینہ نیارست نقشِ مہرِ تو شست

میرے آنسو جو طوفانِ نوح سے بھی بازی لے گئے — تیری محبت کا نقش سینہ کی تختی سے نہ دھو سکے

بکن معاملہ وایں دل شکستہ بخر — کہ با شکستگی ارزد بصد ہزار درست

معاملہ کرلے اور یہ ٹوٹا ہوا دل، خرید لے — اس لئے کہ ٹوٹا ہوا ہونے کے باوجود لاکھ اشرفیوں کے لائق ہے

شدم ز عشقِ تو شیدائے کوہ و دشت و ہنوز — نمیکنی تبرحم نطاقِ سلسلہ ست

میں تیرے عشق میں کوہ دشت کا شیدائی بن گیا اور ابھی تک — تو رحم دلی ہے زنجیر کا بندھن ڈھیلا نہیں کرتا ہے

ملامتم بخرابی مکن کہ مرشد عشق — حوالتم بخرابات کر د روز نخست

خرابی پر مجھے ملامت نہ کر اس لئے کہ عشق کے مرشد نے — روز ازل میں ہی، مجھے خرابات کے حوالہ کردیا تھا

دلا طمع مبر از لطف بے نہایت دوست — چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چشت

اے دل دوست کی لا انتہا مہربانی کا لالچ نہ کر — جب تو نے عشق کی ڈینگ ماری ہے چستی اور چالاکی سے سر کی بازی لگا دے

زبان مور بر آصف دراز گشت از اں — کہ خواجہ خاتم جم یاوہ کرد و باز نجست

چیونٹی کی زبان آصف پر اس وجہ سے دراز ہوئی — کہ خواجہ نے سلیمان کی انگوٹھی گم کردی اور پھر تلاش نہ کی

بصدق کوش کہ خورشید زاید از نفست — کہ از دروغ سیہ روی گشت صبح نخست

سچائی کی کوشش کرتا کہ سورج تیری پھونک سے پیدا ہو — پہلی صبح جھوٹ ہی کی وجہ سے سیہ رو ہوئی ہے

ہزار بار اگر عاشقے نگارے را　　بیاز مود دلش سخت بود و پیماں سست
اگر کسی عاشق نے ، ہزار بار معشوق کو　　آزمایا اس کا دل سخت تھا اور عہد کمزور تھا

مرنج حافظؔ واز دلبراں وفا کم جوی　　گناہِ باغ چہ باشد چوایں گیاہ نرست
حافظ رنجیدہ نہ ہو اور معشوقوں سے وفا نہ تلاش کر　　باغ میں کب عیب ،ہوگا اگر یہ گھاس نہ اُگی

بنال بلبل اگر بامنت سرِ یاریست　　کہ مادو عاشق زاریم وکار ما زاریست
اے بلبل نالہ کر اگر تجھے مجھ سے دوستی کا خیال ہے　　اس لئے کہ ہم دونوں عاشق زار ہیں اور ہمارا کام آہ وزاری ہے

دراں چمن کہ نسیمے وزد زطرۂ دوست　　چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست
جس چمن میں دوست کے گیسو سے ، نسیم مہکے　　تاتاری نافوں کے لئے دم مارنے کا کیا موقع ہے

بیار بادہ کہ رنگیں کنیم جامہ دلق　　کہ مستِ جامِ غروریم ونام ہشیاریست
شراب لاتا کہ گدڑی کے کپڑے کو رنگین کرلیں　　اس لئے کہ ہم غرور کے جام کے مست ہیں اور نام ہوشیاری ہے

نہ بستہ اند درِ توبہ حالیا برخیز　　کہ توبہ وقتِ گل از عاشقی زبیکاریست
توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا ہے اب اٹھ جا　　اس لئے کہ پھول کے موسم میں عاشقی سے توبہ کرنا بیکار بات ہے

خیالِ زلفِ تو پختن نہ کارِ خاماں ست　　کہ زیرِ سلسلہ رفتن طریقِ عیاریست
تیری زلف کا خیال پکانا، خام کاروں کا کام نہیں ہے　　اس لئے کہ زنجیر کے نیچے آنا ہوشیاری کا کام ہے

لطیفہ ایست نہانی کہ عشق از وخیزد　　کہ نامِ آں نہ لبِ لعل وخطِ زنگاریست
جس سے عشق پیدا ہوتا ہے ایک پوشیدہ لطیفہ ہے　　جس کا نام لب لعل اور خط زنگاری نہیں ہے

جمالِ شخص نہ چشم ست وزلف وعارض وخال　　ہزار نکتہ دریں کاروبارِ دلداریست
کسی شخص کا حسن آنکھ، زلف، رخسار اور تل ہی نہیں ہے　　اس لداری کے کام میں ، ہزاروں نکتے ہیں

بآستانِ تو مشکل تواں رسید آرے　　عروج برفلکِ سروری بدشواریست
تیری چوکھٹ تک پہونچنا مشکل کام ہے ، ہاں　　سرداری کے آسمان پر چڑھنا بہت دشواری سے ہوتا ہے

روندگانِ طریقت بہ نیم جو نخرند | قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاریست
طریقت کے مالک آدھے جو میں بھی نہیں خریدتے ہیں | اس شخص کی اطلس کی قبا جو ہنر سے خالی ہے

دلش بنالہ میاز ار وختم کن حافظ | کہ رستگاری جاوید درکم آزاریست
اے حافظ اس کا دل نالہ سے آزردہ نہ کراور ختم کردے | اس لئے کہ ہمیشہ کا چھٹکارا کم ستانے میں ہے

☆☆☆

گنہگاروں کے آنسو، اور نار جہنم کے لپکتے شعلے

ایک اور حدیث مبارکہ میں اس طرح بھی آیا ہے کہ قیامت کے دن جب دوزخ کی آگ اونچے اونچے شعلوں کے ساتھ بڑی تیزی سے امت کے گنہگار لوگوں کی طرف دوڑ رہی ہوگی تا کہ ان گناہگاروں کو اپنے تصرف میں لے کر عذاب سے دوچار کر سکے، جب وہ قریب آئے گی تو اس اندوہناک صورت میں وہ گنہگار امتی اس آگ کو مختلف قسموں کے واسطے دیں گے کہ وہ ٹھنڈی پڑ جائے لیکن وہ نہ رکھے گی، بلکہ اس کے شعلے دم بدم تیز ہو رہے ہوں گے۔ حضور ﷺ اس وقت موجود یہ نظارہ ملاحظہ فرما رہے ہوں گے اتنے میں آپ ﷺ کے سامنے جبرئیل امین ایک پیالہ پیش کریں گے جس میں کچھ پانی ہوگا، اور عرض کریں گے کہ حضور ﷺ اس پانی کے چھینٹوں کو (اپنے دست اقدس سے) اس آگ پر چھڑکیں، آپ ﷺ اپنے دست اقدس سے اس پانی کے چھینٹے دوزخ کی آگ پر پھینکیں گے جن سے وہ شعلہ فشاں آگ بجھ جائے گی اس وقت حضور ﷺ جبرئیل امینؑ سے ارشاد فرمائیں گے جبرئیل یہ پانی کیسا تھا جس نے اس قدر تیز آگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کر دیا جب کہ اسے روزے داروں کے روزوں کا واسطہ، نمازیوں کی نمازوں اور عبادت گزاروں کی عبادتوں کا واسطہ نہ بجھا سکا عرض کیا جائے گا آقا یہ آپ کی امت کے گناہ گار لوگوں کے آنسو تھے جو انہوں نے اللہ کے خوف میں دنیا میں اپنی آنکھوں سے بہائے تھے۔ (ماخوذ خشیت الٰہی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر عقیل ہاشمی

(سابق صدر شعبۂ اردو عثمانیہ یونیورسٹی)

قرآن مجید حق تعالیٰ سبحانہ کا وہ آخری صحیفہ ہے جو سرور کائنات، رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین حضور سیدالانبیاء کی ذات گرامی پر تدریجاً نازل کیا گیا۔ یہ وہ دستور حیات ہے جو تا قیام قیامت، انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے اپنے نزول اجلال ہی سے عرب اور پھر بعد کو ساری دنیا کے اہل کمال اہل زبان دانشور اور صحابن فکر و نظر کے لئے چیلنج بنا رہا اس کی نحوی ترکیب طرز معنوی اور وسعت افہام کے لئے کئی علوم وضع ہوئے ابتداء میں عرب کے کفار و مشرکین کے لئے اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی پھر خود پروردگار نے اس کے حفاظت کا ذمہ لیا ہے ارشاد حق سنئے۔ ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون''۔ اس ایمانی ایقانی نعمت کے باوصف قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو اس کی نہج و اسلوب بیان میں ایک شاعرانہ حسن و کمال جھلکتا ہے شاید اس کے اسی طرز و انداز بیان نے اہل عرب کو اسے شاعری اور نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کو شاعر کہنے پر آمادہ کیا ہو، اس بحث کے قطع نظر قرآن عظیم کی آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں خالق کون و مکاں نے کچھ اس قدر انوکھا طریقہ مقرر فرمایا کہ کہیں کہیں یہ اپنے صوتی آہنگ الفاظ کی ساخت و ہیئت اور مسجع و مقفیٰ آیات سے ایک کیفیت پیدا کر دیتا ہے اور ایسی بیشتر آیات یا ان کے حصے علم عروضی و قافیہ کے اصولوں، قاعدوں (افاعیل) بحروں پر پورے اترتے ہیں جب کہ رسول مقبول ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں قرآن مجید صاف کہتا ہے'' وما علمنه الشعر وما ینبغی له ان هو الا رآن مبین''

تاہم اہل علم و ذوق نے قرآنی آیات میں اپنے مزاج و مذاق کے مطابق ایسے اوزان ڈھونڈ لئے اور اس کا استعمال کرتے ہوئے ایک تسکین و آسودگی سے ہمکنار ہوئے ذیل میں صرف ایک آیت قرآنی جس کا سورۂ توبہ کے سوا ہر سورت کی ابتداء میں بجا طور پر استعمال ہوتا ہے یا اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یعنی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سے متعلق گفتگو مقصود ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے قرآن کی خصوصیات سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا جاتا ہے ''اہل علم اس سے (قرآن) سے کبھی سیر نہ ہو سکیں گے'' چنانچہ قرآن

مجید علم و معرفت اور اسرار حقیقت کا ایک بحر بیکراں ہے اور یہ بھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر یا اس کا حوالہ اور اشارہ قرآن حکیم میں موجود نہیں "لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین "۔

واضح ہو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید کی ایسی مکمل آیت ہے جو قرآن کی منجملہ تمام (114) سورتوں میں شامل نہیں اور (9) ویں سورۃ سورۂ توبہ میں اس کا اندراج بھی نہیں ملتا، موجودہ حالت میں قرآن کریم کی پہلی آیت یہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور ہر سورۃ سے پہلے پڑھی جاتی ہے جب کہ سورۂ نمل کی (29) ویں آیت میں درج ہے اس طرح سورۂ توبہ پر اس آیت کے نہ ہونے کی تلافی ہو جاتی ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی جملہ (114) سورتوں کا کسی نہ کسی طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم سے تعلق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کی تعداد انیس (19) ہے اور صحیفہ الٰہی میں جتنے عربی حروف ہجا استعمال کئے گئے ہیں ان میں سے ہر حرف کی مجموعی تعداد انیس کے اس عدد سے پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے گویا اس عدد انیس (19) کی بڑی اہمیت ہوگئی قرآن مجید کی (74 ویں) سورۂ مدثر کی (30) تیسویں آیت میں ایک ارشاد ہوتا ہے" علیها تسعة عشر "(اس پر انیس 19 فرشتے) مقرر ہیں انیس کے اس عددی اسرار و حکمت پر مفسرین کرام نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن ہر مفسر نے اپنی ہر بات کو "اللہ بہتر جانتا ہے" پر ختم کیا یہاں محض علمی اور ایمانی توجیہ کے لئے مشہور مبلغ احمد دیدات کی تالیف "قرآن آخری معجزہ" سے استفادہ کرتے ہوئے بسم اللہ کے ریاضیاتی نقطۂ نظر کی صداقت پیش کرنا مقصود ہے جناب احمد دیدات بنیادی طور پر مناظرہ کے ماہر تھے اور ان کا سابقہ عیسائی مبلغین سے پڑتا تھا انہوں نے اس کتابچہ میں یہی طریقہ اپنایا ہے انہوں نے بتلایا سرکار دو عالم ﷺ پر پہلی وحی 27 رمضان المبارک کو غار حرا میں نازل ہوئی۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق ...... الخ۔ (سورۂ علق۔ ۹۶ ویں) پانچ (۵) آیات اس کے بعد دوسری وحی "ن والقلم وما یسطرون قلیلا ...... الخ" (۷۳ ویں سورۂ مزمل) پانچ ۵ آیات، پہونچائیں، اور پھر اپنی چوتھی آمد پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سورۂ مدثر (آیت ایک تا ۳۰) جس کا اختتام تیس (۳۰) ویں آیت پر یعنی "علیها تسعة عشر "(اس پر انیس ۱۹ متعینات ہیں) پر ہوتا ہے گویا اس وحی کے ساتھ پہلی وحی کی آیات کو جوڑ لیا گیا، پہلی دوسری اور تیسری وحی کی جملہ آیات (19) ہیں یہی نہیں بلکہ پہلی وحی کی پانچ آیات میں ٹھیک (19) الفاظ ہیں یعنی (19) الفاظ میں ٹھیک (67) حروف ہیں جو (19) کا حاصل ضرب ہے (19X4) ایک اور بات اس 94 ویں سورۃ کو آخری (14) سورۃ سے الٹا شمار کریں تو 96 ویں سورۃ،

19 رویں ہوگی اور خود 96 رویں سورۃ سورۃ علق میں (19) آیات ہیں، اب آیئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پر غور کریں کہ اس میں شامل الفاظ قرآن مجید میں کتنی مرتبہ وارد ہوئے ہیں یعنی پہلا لفظ اسم جس کے معنی نام کے ہیں قرآن میں صرف (19) بار آیا ہے اور لفظ اللہ ۲۶۹۸ بار، یہ (۱۹) سے ۱۴۲ کا حاصل تقسیم ہوگا (2698=142X19) اب دوسرا لفظ الرحمٰن جس کے معنی بڑے مہربان کے ہیں (75) بار دوہرایا گیا ہے یعنی (3X19=57) آخری لفظ الرحیم نہایت رحم والا (114) بار آیا ہے جو قرآن کی جملہ سورتوں کے عین مطابق ہے گویا اعجاز قرآن دیکھئے (114) مہریں لیکن درمیان میں (27) ویں سورت سورۂ نمل میں شمولیت کے ساتھ یہ واحد استثناء ہے "انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" الغرض یہ دراصل قرآن مجید سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اس کے معجزاتی اظہار کے قرینے سارے کے سارے ایمانی ہیں یہی نہیں بلکہ اس میں غور وفکر کی دعوت خلاق مطلق کی عظمت کی کھلی دلیل ہے عربی کے حروف تہجی (28) ہیں جس کے آدھے (14) ہوئے انہی میں قرآنی مقطعات ال م ر ک ھ ی ع ص ط س ق ن ح" مزید یہ کہ سورہ فاتحہ (21) حروف سے مرکب ہے اور ان (21) حروف میں یہ (14) حروف موجود ہیں انہی سے مختلف مقطعات کا ظہور ہوا ہے جو قرآن کے (29) سورتوں میں آئے ہیں ان کو اکھٹا کر لیجئے یعنی 14+14+29=57 اور یہ پھر ایک بار انیس (19) پر تقسیم ہو جائے گا (19X3)=57 ان اسرار الٰہی کی جانب اشارے کرتے ہوئے علامہ سید محمد اصلح الحسینی (مفسر قرآن) لکھتے ہیں۔

صوفیہ نے اپنے ذوق کے مطابق غالباً اسی انیس (19) کے عدد کی اس طرح توجیہ کی ہے۔

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ   دہ چیز بروں کن از درون سینہ
حرص وامل وغضب دروغ وغیبت   بخل وحسد وریاء کبر وکینہ
خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم   نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم
صبر وشکر وقناعت وعلم ویقین   تفویض وتوکل ورضا وتسلیم

(ترجمہ) اگر تم چاہو کہ تمہارا دل آئینہ کی طرح صاف ہو جائے تو دس (۱۰) چیزوں کو اپنے سے نکال دو یعنی حرص، امل (ہر قسم کا نشہ برائیاں)، غضب، دروغ (جھوٹ، غیبت (پیٹھ پیچھے برائی)، بخل، حسد، ریاء، کبر (گھمنڈ)، کینہ اور اگر تم یہ چاہو کہ قرب الٰہی کی منزل میں قیام کرو تو (۹) چیزیں اپنے نفس کو سکھا دو یعنی صبر، شکر، قناعت، علم ویقین، تفویض (خود کو اللہ کے سپرد کر دینا) توکل رضا تسلیم بہر حال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جس کا عددی اظہار بحساب جمل (ابجد) ۷۸۶ ہوتا ہے ہر مسلمان کے عمل کے لئے سرنامہ برکت وللہیت ہے تب ہی ابتدائے اسلام سے ہی صاحب ایمان کا اس پر یقین ہے کہ اس کا ہر

کام اللہ تعالیٰ کی برکت ورحمت سے شروع ہوتا ہے اس ضمن میں مولانا حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر پادشاہ قادری مینجنگ ایڈیٹر رسالہ ہٰذا نے بجا طور پر اپنے رسالہ بابتہ جنوری 2003ء وفروری 2003ء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے فضائل پر جامع مضمون تحریر فرمایا، لکھتے ہیں ۔

''اس آیت شریفہ میں رب تعالیٰ کے تین اسمائے پاک ہیں ایک اللہ دوسرا رحمٰن تیسرا رحیم ان میں اللہ دراصل خالق کردگار کا اسم ذات یعنی ذاتی نام ہے اور رحمٰن ورحیم اس کے صفاتی نام ہیں تفسیر کبیر میں ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار نام ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار نام انبیاء کرام کو معلوم ہیں باقی ایک ہزار ناموں میں سے تین سو نام توراۃ میں، تین سو نام زبور میں اور تین سو نام انجیل میں اور ننانوے (99) نام قرآن پاک میں ہیں اب باقی رہ گیا ایک نام وہ ہے جو صرف حق تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں حق تعالیٰ کے جو تین نام آئے ہیں ان تین میں ان تین ہزار ناموں کے معنی پائے جاتے ہیں لہٰذا جس نے اس آیت کو یاد کرلیا گویا اس نے تمام ناموں سے رب کو یاد کیا اس لئے بعض حضرات نے اس آیت کو ''اسم اعظم'' بھی کہا ہے۔

مزید حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی مدیر اعلیٰ رسالہ ہٰذا نے اپنے تازہ ترجمہ وتحشیہ کی حامل تالیف ''شاہد اذکار'' از حضرت سید صاحب حسینی قادریؒ میں مثنوی مذکورہ کی بحر اور وزن پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت نظامی گنجویؒ کی مثنوی مخزن اسرار نظامی کے پہلے شعر کا مصرعہ ''ہست کلید در گنج حکیم'' اور تحفۃ الاحرار حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کے پہلے شعر کا مصرعہ ''ہست صلائے سرخوان کریم'' کی جانب اشارے فرمائے اور بحر سریع مطوی موقوف کا وزن مفتعلن مفتعلن فاعلان، بتلایا دراصل یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ہی وزن ہے ذیل میں چند بزرگان دین، مشہور شعرائے کرام کے مصرعوں کا اندراج کیا جاتا ہے جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر مصرعہ پہونچائے اور فیضان رب العالمین سے قریب ہوگئے۔

تعالیٰ اللہ مالک الملک قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت فریدالدین عطارؒ
ہست کلید در گنج حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت نظامی گنجویؒ
ہست صلائے سرخوان کریم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ
خطبۂ قدس ہست بہ ملک قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت یمین الدین ابوالحسن خسرو
موج نخست است ز بحر قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت عرفی شیرازیؒ
وارث ملک است محمد حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت غزالی شہدیؒ
جملہ جہاں حادث دانست قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	حضرت ناطقؒ

تیغ سیہ تاب ، نیام حکیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — محمد مقیم مقیمی (دکنی)
تازہ نہال است زباغ قدیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فانی کشمیری
مرد ملک دیدۂ نور قدیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — حضرت میر افتخار علی شاہ وطن

ان بزرگان دین کے فرمودہ مصرعوں کے علاوہ چند ایک اور مصرع دستیاب ہوئے حصول سعادت کے لئے انہیں درج کر رہا ہوں۔

میکنم آغاز بہ نام قدیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہست سرلوح قرآن عظیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
گنج قدم گاہ طلسم عظیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
گوہر دریائے ، قرآن عظیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مخزن اسرار کلام قدیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ارہ کش تارک دیو رجیم — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سچ تو یہ ہے کہ رب العزت پروردگار عالم کی حکمت لازوال کا پرتو ایک جھلک کا مظہر ہے۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بقول شخصے۔

کلید درگہ عرش علا است بسم اللہ — بنائے دین متیں لا الٰہ الا اللہ

(ماخوذ:صوفی اعظم،حیدرآباد)

☆☆☆

چغلی کرنے پر تحفہ کا حصول

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص نے آپ کی چغلی کی ہے۔آپ نے تحفہ کے طور پر اس شخص کے پاس کھجوریں بھیجیں اور عذر کیا کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامۂ اعمال میں درج کرائی ہیں میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر افسوس کہ میں اس نیکی کا عوض آپ کو نہیں دے سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معارف شمس و تبریز

مرتب: حکیم محمد اختر صاحب

دربیان ثمرۂ مجاهدات وعطائے حق

اندریں طوفان کہ خون ست آب او
لطف خود را نوح ثانی می کند

جب عاشقوں کا خون پانی ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے اشک کی صورت میں مثل طوفان بہہ پڑتا ہے تو عشق اپنے لطف کو نوح ثانی بنا کر عاشق کو کشتی امن عطا کرتا ہے۔

اشک خون است وغم آبے شدست (رومی)

مثنوی میں مولانا نے فرمایا ہے کہ آنسو دراصل خون ہوتا ہے مگر غم سے پانی ہوجاتا ہے۔

روز وشب شوریدگان عشق را چوں محمد پاسبانی می کند

اور روز وشب اپنے شوریدگان عشق کی پاسبانی کرتا ہے۔

بانگ انا نستعین ماشنود کرد اجابت مستعانی می کند

ترجمہ: حق تعالیٰ نے ہم سے انا نستعین (ایاک نستعین) سنا اور قبول فرما کر ہماری استعانت فرماتے رہتے ہیں۔

ہر کسے را حصہ داد ی عجب خار باگل ہمعنانی می کند

ترجمہ وتشریح: ہر شخص کو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت وقرب ومحبت ومعرفت سے حصہ دیا ہے اور خار وگل کو ہمعنان (ہمجلیس وہمسفر) بنا رکھا ہے۔ یعنی اہل اللہ کو اور ان کے طالبین کو ایک ساتھ رکھا ہوا ہے حالانکہ طالبین میں بعض بہت ناقص مثل خار ہوتے ہیں۔

"آثار اسرار عشق"

ہر کرا اسرار عشق اظہار شد رفت یارے از بلا بیزار شد

ترجمہ وتشریح: جس بندہ پر حق تعالیٰ اپنی محبت کا راز ظاہر فرماتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کے ذکر وفکر کو عزیز تر سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کر کے مقام فنائیت حاصل کر لیتا ہے

اور یہی بقا سے بیزاری ہے کہ

تو مباش اصلا کمال ایں ست وبس　　رو در و گم شو وصال ایں ست وبس

ترجمہ: تو اپنے کو مٹادے اور کچھ باقی نہ رہ بس یہی تیرا کمال ہے جا اور ان کے اندر گم ہو جا یہی تیرا وصال ہے۔

شمع افزوں را بروز آفتاب　　بنگرش چوں باطل الا تارشد

ترجمہ وتشریح: حق تعالیٰ کا نور قلب میں پیدا ہو جاتا ہے (ذکر وفکر اور صحبت شیخ کے فیضان سے) تو جس طرح آفتاب کے سامنے چراغ بے نور معلوم ہوتا ہے اسی طرح تمام کائنات اور موجودات عارف باللہ کی نگاہوں سے کالعدم ہو جاتی ہے۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے　　وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

(مجذوب)

اس مقام کے مناسب احقر کے دو اشعار فارسی ملاحظہ ہوں۔

ہمیں بینم کہ جنت برزمیں از آسماں آید　　درون قلب چوں بے پردہ یار مہرباں آید

چو درد عشق یار ما گہے اندر بیاں آید　　زلبہائے ہمہ عالم ز درد ما فغاں آید

ترجمہ: جب حق تعالیٰ کا خاص قرب قلب محسوس کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمیں پر آ گئی اور جب درد محبت سے حق تعالیٰ کی محبت کو بیان کرتا ہوں تو کائنات والوں کے لبوں سے نالہ وفریاد جاری ہوتا ہے۔

چو بگریم خلقہا گریاں شود　　چو بنالم خلقہا نالاں شود

(از مثنوی اختر)

ترجمہ جب میں روتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ شریک گریہ ہوتی ہے اور جب میں نالہ کرتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ ہمشریک نالہ ہوتی ہے۔

جوئے جویاں ست وپویاں سوئے بحر　　عاقبت زاں غرق دریا بارشد

ترجمہ وتشریح: نہر ڈھونڈنے والی ہے اور دریا کی طرف دوڑنے والی ہے اور اس سعی مسلسل کا ثمرہ یہ ملا کہ انجام کار وہ نہر بڑے دریا سے جاملتی ہے۔ اس شعر میں وصول الی اللہ کو اس مثال سے سمجھایا ہے کہ اگر تم مسلسل طریق طے کرتے رہو گے تو ایک دن ضرور واصل ہو جاؤ گے۔

گر ز چاہ میکنی ہر روز خاک　　عاقبت اندر رسی در آب پاک

(مثنوی رومی)

ترجمہ: اگر ہر روز کسی کنوئیں سے مٹی نکالتے رہو گے تو ایک دن ضرور پانی تک رسائی نصیب ہو جاوے گی مطلب یہ کہ لگن اور دھن سے ذکر اور فکر میں لگے رہو تو کام ضرور بن جاوے گا۔

کامیابی تو کام سے ہوگی — نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی — فکر کے اہتمام سے ہوگی

حضرت سرمد فرماتے ہیں کہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد — یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد — یا قطع نظر زیاری باید کرد

ترجمہ: اے سرمد شکوہ وگلہ کو مختصر کرنا چاہئے اور ایک کام ان دو کاموں سے کر ہی لینا چاہئے یا تو تن کو رضائے دوست میں مجاہدہ وریاضت سے فدا کر دینا چاہئے یا پھر یار کی محبت کے دعویٰ سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔

دربدو مقصود گل نمو درو ئے — جملہ گلہا بردرا و خارشد

ترجمہ وتشریح: اگر وہ محبوب حقیقی کسی قلب وروح میں تجلی قرب دکھائے تو جملہ عالم نگاہوں میں بے قدر معلوم ہو گا یعنی اس گل کے سامنے تمام گلہائے کائنات خار معلوم ہوں گے۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا — وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

بلکہ اللہ والے اپنی باطنی بہار کی رونق سے جہاں پہنچتے ہیں ساری محفل پہ چھا جاتے ہیں اور ان کا دردِ محبت سب کو محو حیرت کرتا ہے۔

☆☆☆

دوزخ کی آگ کا سبب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو گوشت حرام غذا سے تیار ہوا ہو اس کے لئے آگ میں جلنا ہی بہتر ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں یتیم کے مال سے احتراز کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے طریقوں سے کھاتے ہیں، ایسے لوگ بے شک اپنے شکموں میں آگ جھونک رہے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوح الغیب

از: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

تیرہواں مقالہ

احکام خداوندی کو تسلیم کرتے رہو

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ نہ تو تم حصول نعمت کے لئے مصائب کے رفع کرنے کی سعی کرو اور نہ نعمتوں سے جلب منفعت کی خواہش رکھو کیونکہ جو نعمت تمہاری قسمت میں ہے وہ تم کو ضرور مل کر رہے گی۔ خواہ تم اسے طلب کرو یا اسے ناپسندیدہ تصور کرو اور اگر مصیبت و بلا تمہارا مقدر بن چکی ہے اور تمہارے اوپر تسلط کا اسے حکم مل چکا ہے تو خواہ تم اس کو کراہیت سے دیکھو یا دعاؤں اور صبر و عجلت سے اس کے رفع کرنے کی کوشش کرو یا خدا کی مرضی کا بہانہ تراشو وہ مصیبت یقیناً تم پر نازل ہو کر رہے گی۔ اور تمہارے اندر فاعل حقیقی کا فعل جاری و ساری ہو جائے گا۔ پھر اگر وہ شئے بطور نعمت کے ہے شکر بجالاؤ اور اگر بطور مصیبت کے ہے تو صبر اختیار کرو خواہ تمہارا صبر بادل ناخواستہ ہو یا خدا کی رضا کے لئے ہو لیکن مصیبت کو نعمت تصور کرتے رہے یا اس میں گم ہو کر فنا ہو جاؤ پھر ان حالات کا جو بھی مقتضا ہو گا اسی کے مطابق تمہیں خدا کے ان راستوں اور ان منزلوں کی سیر کرائی جائے گی جن میں اطاعت و موالات کا حکم دیا گیا ہے تا کہ تمہاری رسائی رفیق اعلیٰ تک ہو جائے اور تمہیں صدیقین شہدا اور صالحین کے پہلے بیان کردہ مقامات پر فائز کر دیا جائے تا کہ تم ان لوگوں کا مشاہدہ کر سکو جو قرب الٰہی میں تم سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ اور انہیں راہوں کی تمام خوشیاں۔ امن اور کرامتیں حاصل ہو چکی ہیں اور مصیبتوں کا راستہ ہرگز مسدود نہ کرو تا کہ وہ تم سے ہمکنار ہو سکیں اور جس وقت وہ تم پر نازل ہو چکیں تو ہرگز واویلا مت کرو کیونکہ مصائب کی یہ آگ جہنم کی لپٹوں سے تیز تر نہیں ہے۔

ایک حدیث میں اس ہستی نے جو کل کائنات میں افضل ترین ہے اور جس کو زمین نے اٹھا رکھا ہے اور آسمان اس پر سایہ گستر ہے یعنی محمد ﷺ نے فرمایا کہ ''دوزخ کی آگ مومن سے کہے گی کہ اے مومن تیزی سے گزر جا کیونکہ تیرے نور سے میرے شعلے سرد پڑنے لگتے ہیں۔ تو کیا مومن کا وہ نور جس سے جہنم

کے شعلے سرد پڑنے لگتے ہیں جب وہی نور دنیا میں مومن کا مصاحب ہوگا جو اطاعت گزاروں اور معصیت کاروں دونوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیتا ہے تو کیا وہ دنیاوی ہر مصائب کی آگ کو سرد نہیں کر دے گا۔ جس میں تمہیں یقیناً اپنے صبر کی خنکی اور اپنے مولیٰ کی رضا جوئی کی ٹھنڈک محسوس ہونے لگے گی اور مصائب کی سوزش یکسر طور پر فنا ہو کر رہ جائے گی کیونکہ مصائب بندے کو خدا سے قریب تر کر دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا تم پر مصائب اور بلاؤں کا نزول تمہیں ہلاک کر دینے کے لئے نہیں ہوگا بلکہ تمہاری آزمائش اور ایمان کی درستگی مقصود ہوگی تا کہ تمہاری اساس ایقان مستحکم سے مستحکم تر ہو جائے اور باطنی حیثیت سے وہ مصیبت تمہیں بشارت دے دے کہ خدا تعالیٰ تمہارے صبر واستقامت پر اظہار فخر ومسرت کرتا ہے جیسا کہ خود خدا تعالیٰ ہی کا قول ہے کہ ''بے شک ہم تمہاری آزمائش اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں علم ہو جائے کہ تم میں مجاہدین اور صبر کرنے والے کون کون ہیں اور ہم تمہارے اعمال کا بھی امتحان کر لیں۔''

لہٰذا جب تمہارا ایمان محکم ہو گیا اور تمہیں یہ پختہ یقین ہو چکا کہ تم نے خدا کے فعل کی موافقت کی ہے تو پھر یہ بھی سمجھ لو کہ تمہیں جو توفیق عطا ہوئی ہے وہ بھی خدا ہی کا احسان وکرم ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ہمیشہ صبر واستقامت سے کام لیتے ہوئے قضاوقدر کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اور کوئی ایسی نئی بات اختیار نہ کرو جو تم کو یا دوسروں کو اوامر ونواہی سے خارج کر دے اور جب خدا تم کو کوئی حکم دے رہا ہو تو اس کو غور سے سنو۔ اس کو قبول کرنے میں عجلت سے کام لیتے ہوئے حرکت میں آ جاؤ اس کو سن کر بیٹھے نہ رہو اور قضاوقدر کے افعال کو محض تسلیم ہی نہ کرو بلکہ اس کی تعمیل وتکمیل میں جدوجہد سے بھی کام لو تا کہ تم صحیح معنوں میں خدا کے حکم کی تعمیل کر سکو اور اگر تم تعمیل سے قاصر وعاجز رہ جاؤ تو پھر خدا تعالیٰ سے التجا کرتے ہوئے پناہ طلب کرو اور گریہ وزاری کے ساتھ معذرت خواہی کرتے ہوئے تعمیل حکم سے قاصر رہنے اسباب بھی تلاش کرو اور شوق واطاعت سے رک جانے کی وجہ بھی دریافت کرو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے باطل دعوؤں کی نحوست ہو یا اطاعت میں سوء ادبی شامل ہوگئی ہو یا تمہاری خود اعتمادی اور اپنے عمل پر تکبیر کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو یا تم نے اپنے نفس اور مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک کرنے کی جرأت کر لی ہو۔ یا یہ کہ خدا نے تمہیں اپنے دروازے سے دھتکار دیا ہو۔ یا اپنی طاعت وخدمت سے تمہیں معزول کر کے توفیق کی طاقت سلب کر لی ہو۔ اور تمہاری طرف سے منہ موڑ کر بطور عتاب کے تمہیں اپنا غنیم سمجھ کر دنیاوی بلاؤں اور نفسانی خواہشوں میں مشغول کر دیا ہو کیونکہ یہ تمام چیزیں خدا کی محبت میں حائل ہو جایا کرتی ہیں اور تمہیں اپنے خالق اپنے مربی اور انعام واکرام کرنے والے کی نظروں سے گرا دیتی ہیں لہٰذا ان چیزوں سے گریز اس لئے ضروری ہے کہ کہیں یہ چیزیں تمہیں غیر اللہ تک نہ پہنچا دیں۔ کیونکہ ہر وہ شئے جو خدا کے سوا ہوگی اس کو غیر اللہ میں شمار کیا جائے گا۔ تمہیں چاہئے کہ ہر وہ شئے جو اس کے سوا ہو اس کو ہرگز

ہرگز قبول نہ کرو۔ کیونکہ اسی ذات نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اپنے نفس پر ظلم نہ کرتے ہوئے غیر اللہ کے لئے اللہ کے حکم سے اعراض نہ کرو۔ اور اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں ایسی آگ میں جھونک دیا جائے گا جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جس کے بعد تمہیں سوائے ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا اور جب ندامت سے بھی کچھ نہ بن پڑے گی تو معذرت خواہی کرنے لگو گے اور جب اس سے بھی کام نہیں چلے گا تو فریاد کرنے لگو۔ پھر جب فریاد نہیں سنی جائے گی تو رضا و خوشنودی طلب کرو گے اور جب یہ بھی حاصل نہ ہو سکے گی تو اپنی متاعِ گم شدہ کو حاصل کرنے اور اپنی خرابیوں کو دور کرنے کی غرض سے دنیا میں دوبارہ واپسی کی خواہش کرو گے مگر وہ بھی تمہیں نصیب نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اپنے نفس پر رحم کھا کر تمہیں علم و عقل اور ایمان و معرفت کے جو اسباب و ذرائع مہیا کئے گئے ہیں ان کو طاعت الٰہی میں صرف کر دو اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی عطا کر دو۔ اور اوامر و نواہی کے ماسوا ہر شئے کو خدا کے حوالے کر کے خدا کی اطاعت و موافقت حاصل کر لو کیونکہ اسی نے خاک سے تمہیں تخلیق کیا۔ تمہاری پرورش فرمائی۔ تمہیں نطفہ سے مکمل مجسمہ بنا دیا۔ لہٰذا کفر اختیار کرتے ہوئے اس سے کسی حکم کی بھی خلاف ورزی نہ کرو۔ منہیات کے علاوہ کسی بھی چیز کو مکروہ تصور نہ کرو اور خدا تعالیٰ ہی کو اپنا مقصود و مراد بنا کر دین و دنیا میں قناعت اختیار کرو اور اپنی ہر خواہش کو خدا کے حکم کے تابع کر لو جس چیز سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اس کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرو اور اپنی ہر کراہت کو اس کراہت کے تابع بنا دو۔ پھر جب تمہیں اطاعت کا یہ مقام حاصل ہو جائے گا تو پوری کائنات تمہارے تابع فرمان ہو کر رہ جائے گی۔ اور جب تم خدا کی ممنوعہ شئے سے احتراز کرو گے تو پھر تم سے ہر ناخوشی دور کر دی جائے گی جیسا کہ خدا نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ ”اے بنی آدم میں ہی صرف معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میں جس چیز کو کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے اور عدم سے وجود میں آ جاتی ہے لہٰذا تم بھی میری خدمت و طاعت کرو تا کہ میں تمہیں بھی ایسا ہی بنا دوں کہ جس شئے کو کہہ دو کہ ہو جا تو وہ ہو جائے“۔ ایک اور جگہ خدا کا ارشاد ہے کہ ”اے دنیا جس نے میری خدمت کی ہے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرتا ہے اس کو صعوبت و مشقت میں مبتلا کر دے“۔

اور جب خدا کی جانب سے کوئی ممانعت کا حکم ملے تو تم ایسے ہو جاؤ کہ جیسے تمہارے تمام جوڑ ڈھیلے پڑ چکے ہیں حواس گم ہیں۔ دل تنگ ہو گیا ہے جسم مردہ ہو چکا ہے۔ خواہشات ختم ہو گئی ہیں۔ بشریت کی علامتیں مفقود ہو کر طبیعت کی جولانیاں معدوم ہو چکی ہیں۔ گھر میں تاریکیاں مسلط ہیں۔ دیواریں منہدم ہو چکی ہیں۔ چھت گر جانے سے مکان تباہ ہو گیا ہے۔ حواس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ناپید ہو گئی ہیں۔ کان بہرے ہو چکے ہیں اور تمہیں اس کیفیت کے ساتھ تخلیق کیا گیا ہے کہ گویا آنکھوں پر پردہ پڑ گیا

ہے یا آشوب چشم کی سی کیفیت ہے یا بصارت زائل ہو چکی ہے۔ ہونٹ پھوڑا بن گئے ہیں۔ زبان گنگ ہے۔ دانتوں میں پیپ اور درد کی سی کیفیت ہے۔ ہاتھ شل ہو چکے ہیں۔ جن میں قوت گرفت باقی نہیں ہے۔ قدموں میں تزلزل کی کیفیت ہے اور قوت مردانگی ختم ہو کر رکسی کام کے قابل نہیں رہ گئے ہو۔ اور پیٹ میں شکم سیری کی یہ کیفیت ہے کہ جیسے پیٹ بھرا ہوا ہے اور کھانے کی خواہش ختم ہو چکی ہے۔ عقل پر دیوانگی مسلط ہے اور جسم ایسا مردہ ہو چکا ہے کہ جس کو قبر کی جانب اٹھائے جانے کی سی کیفیت ہے۔

سن کر عجلت سے کام لینا صرف اوامر میں ہوا کرتا ہے لیکن نواہی میں بیٹھ جانا سست پڑ جانا اور عاجز رہنا ہوا کرتا ہے۔ اور قضا وقدر کی منزل میں خود کو معدوم اور فانی تصور کر لیا جاتا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہئے کہ اسی شربت کو پیو۔ اسی دوا سے معالجہ کرو۔ اسی غذا سے شکم سیری حاصل کرو۔ اور اسی سے توانائی وقوت حاصل کرو۔ تاکہ خدا کے حکم سے اگر وہ چاہے تو امراض گناہ اور خواہشات نفس کی بیماریوں سے تمہیں صحت یاب فرمادے۔

☆☆☆

رضائے الٰہی کس میں ہے

الیاء را ہست قدرت ازالہ — **تیر جستہ باز گردانند ز راہ**

اللہ تعالیٰ کی عطا سے اولیاء کو یہ طاقت حاصل ہے — کمان سے چھکے ہوئے تیر کو واپس کر لیتے ہیں

کیمیا پیدا کن ازمشت گلے — **بوسہ زن برآستان کاملے**

ایک مشت مٹی کیمیا بن جائے گی — کسی کامل کے آستانے کی گدائی کر

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — **غوث اعظم درمیاں اولیاء**

جو اللہ کا مصاحب بننا چاہے — غوث اعظم کا مرتبہ اولیاء کے درمیان ایسا ہے

اونشیند در حضور اولیاء — **چوں محمد درمیان انبیاء**

وہ اولیاء کاملین کی صحبت اختیار کرے — جیسا کہ نبی پاک ﷺ کا انبیاء کے درمیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوستان سعدی

از:
(حضرت مولانا شیخ سعدیؒ)

گفتار

نہ برحکم شرع آب خوردن خطاست   وگر خوں بفتوئ بریزی رواست
حکم شرع کے خلاف پانی پینا گناہ ہے   اگر فتوی لے کر خون بہائے تو درست ہے

اگر شرع فتوی وہد برہلاک   الاتا نداری زکشتنش باک
اگر شرع ہلاکت کا فتوئی دے دے   اس کے مار ڈالنے سے ہرگز نہ جھجکنا

وگردانی اندر بتارش کساں   برایشاں بخشای وراحت رساں
اگر تجھے اس کے خاندان میں اور آدمی معلوم ہوں   توان پر بخشش کر اور راحت پہنچا

گنہ بود مرد ستمگارہ را   چہ تاواں زن وطفل بیچارہ را
ظالم کا قصور تھا   لہذا عورت اور بیچارے بچے پر کیا تاوان

تنت زور مندست ولشکر گراں   ولیکن در اقلیم دشمن مراں
تیرا جسم قوی ہے اور لشکر بھی بھاری ہے   لیکن اس کو دشمن کی سرزمین میں نہ لے جا

کہ وے برحصارے گریزد بلند   رسد کشورے بے گنہ را گزند
اس لئے کہ وہ بلند حصار پر چڑھ جائے گا   بے قصور ملک کو نقصان پہنچے گا

نظر کن در احوال زندانیاں   کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
قیدیوں کے احوال کی چھان بین کرلو   ممکن ہے ان میں کوئی بے قصور ہو

چو بازارگاں در دیارت بمرد   بمالش خساست بود دست برد
اگر تمہارے ملک میں کوئی تاجر مرجائے   تو اس کے مال میں دست درازی کمینہ پن ہے

کزاں پس کہ بروے بگریندزار
اس لئے کہ اس کے بعد جب روئیں گے

بہم باز گویند خویش وتبار
تو اپنے اور خاندان والے آپس میں کہیں گے

کہ مسکیں در اقلیم غربت بمرد
کہ بے چارا پردیس میں مرگیا

متاعے کزوماند ظالم ببرد
جو کچھ اس کا رہا اس کو ظالم لے گیا

بیندیش ازاں طفلک بے پدر
اس بے باپ کے بچے کے بارے میں غور کرنے

وزآہ دل دردمندش حذر
اور اس کے دردمند دل کی آہ سے بچ

بسا نام نیکوئے پنجاہ سال
بسا اوقات پچاس سال کا نیک کام

کہ یک نام زشتش کند پائمال
برائی کا ایک نام اس کو پامال کردیتا ہے

پسندیدہ کاران جاوید نام
ہمیشہ نام باقی رکھنے والے عمدہ کام کرنے والے

تطاول نکر د ند برمالِ عام
عام لوگوں کے مال پر دست درازی نہیں کرتے ہیں

برآفاق گر سر بسر بادشاست
اگرچہ اطراف عالم پر بادشاہ ہے

چومال از توانگر ستاند گداست
جب مالداروں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے

بمرد از تہیدستی آزا د مرد
آزاد مرد مفلسی سے مرگیا

زپہلوئے مسکیں شکم پر نہ کرد
لیکن کسی مسکین کے پہلو سے پیٹ نہیں بھرتا

☆☆☆

تاریخ اسلام کی پہلی خانقاہ

تاریخ اسلام کی سب سے پہلی روحانی تربیت گاہ جو الگ مرکز کے طور پر وجود میں آئی رملہ کے مقام پر ایک خانقاہ تھی جس کے بانی حضرت شیخ ابوالہاشمؒ صوفی تھے جو تابعی بھی ہیں۔

حکایت

شنیدم کہ فرماں دہے دادگر
میں نے سنا ہے کہ ایک منصف بادشاہ

با داشتے ہر دو روآستر
کے پاس ایسی قبا تھی جس کے دونوں طرف استر تھا

یکے گفتش اے خسرو نیک روز
کسی نے اس سے کہا کہ اے نیک دل بادشاہ

قبائے ز دیبائے چینی بدوز
چینی دیبا کی ایک قبا سلوا دے

بگفت ایں قدر ستر و آسائش ست
اس نے کہا یہاں تک تو پردہ پوشی اور آرام ہے

وزیں بگزری زیب و آرائش ست
اور اس کے آگے زیب وزینت ہے

نہ از بہر آں می ستانم خراج
میں خراج اس لئے وصول نہیں کرتا ہوں

کہ زینت کنم برخود و تخت و تاج
کہ اپنے لئے تخت وتاج کی زینت کروں

چو ہمچوں زناں حلہ درتن کنم
جب عورتوں کی طرح جسم پر جوڑا سجاؤں

بمردی کجا دفع دشمن کنم
تو پھر بہادری سے دشمن کی مدافعت کب کرسکتا ہوں

مرا ہم ز صد گونہ آرزو ہواست
مجھے بھی سو قسم کی آرزوئیں اور خواہشیں ہیں

ولیکن خزینہ نہ تنہا مراست
لیکن خزانہ تنہا میرا نہیں ہے

خزائن پر از بہر لشکر بود
خزانے لشکر کے لئے بھرے جاتے ہیں

نہ از بہر آئین زیور بود
آرائش اور زیور کے لئے نہیں ہوتے

سپاہی کہ خوشدل نباشد زشاں
وہ سپاہی جو بادشاہ سے خوش نہ ہو

ندارد حد وولایت نگاہ
وہ مملکت کی سرحدوں کی حفاظت نہیں کرتا

چو دشمن خر روستائی برد
جب دشمن دیہاتی کا گدھا چھین لے

ملک باج وده یک چرا می خورد
تو بادشاہ خراج اور دسواں کیوں کھاتا ہے

مخالف خرش برد وسلطاں خراج
دشمن اس کا گدھا اور بادشاہ خراج لے گیا
چہ اقبال بینی دراں تخت وتاج
تو اس تخت وتاج میں تو کیا اقبال دیکھے گا

مروت نباشد بر افتادہ زور
کمزور پر زور کرنا شرافت نہیں ہے
برد مرغ دوں دانہ از پیش مور
کمینہ پرند چیونٹی کا دانہ چھینتا ہے

رعیت درختست گر پروری
رعایا ایک درخت ہے اگر تو اس کی پرورش کرے گا
بکام دل دوستاں برخوری
دوستوں کی خواہش کے مطابق پھل کھائے گا!

بہ بے رحمی از بیخ وبارش مکن
بے رحمی سے اس کا جڑ اور پھل نہ توڑ!
کہ ناداں کند حیف برخویشتن
اس لئے کہ نادان خود اپنے اوپر افسوس کرتا ہے

کساں برخورند از جوانی وبخت
جوانی اور نصیبہ سے وہی لوگ پھل کھاتے ہیں
کہ برزیر دستاں نگیرند سخت
جو ماتحتوں پر سختی نہیں کرتے

اگر زیر دستے در آید زپامی
اگر کوئی کمزور گر پڑے
حذر کن زنالید نش برخدای
تو خدا کے سامنے اس کی فریاد کرنے سے ڈر

چوشاید گرفتن بنرمی دیار
اگر ملک نرمی سے حاصل ہوسکتا ہے
بہ پیکار خون از مسامے میار
تو لڑکر ایک بال کی جڑ سے خون نہ نکال

بمردی کہ ملک سراسر زمین
جوانی کی قسم کہ پورے روئے زمین کی
نیرزد کہ خون چکد برزمین
مناسب نہیں جب خون کا اک قطرہ بھی زمین پر ٹپکے

☆☆☆

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ

دست بوسی وقدم بوسی مرشد کا جواز

عن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینة فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجلہ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

• احادیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ رسالت میں صحابہ کرام باہم ملاقات کے وقت مصافحہ کیا کرتے تھے جس کی فضیلت خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کو جب اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے نیاز حاصل کرنے کا مبارک موقع نصیب ہوتا تو پورے ادب واحترام کے جذبہ سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف دست مبارک کو چومتے بلکہ تعظیم کا مظاہرہ کرتے یا آپ کے پائے اقدس کا بھی بوسہ لیتے یعنی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا کرتے۔

اسی حدیث شریف کی روشنی میں مذہبی پیشوا دینی عالم یا شیخ طریقت کے ہاتھ اور پاؤں چومنے کو جائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں رقم طراز ہیں کہ "پرہیزگار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے" اور مذکورہ بالا حدیث وفد عبدالقیس کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا"۔

فقہ کی کتب میں بھی اس سے بحث کی گئی ہے چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے کہ برکت کے لئے عالم اور پرہیزگار کا ہاتھ چومنا جائز ہے بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم حق کی قدم بوسی کرنے کا خواہشمند ہو تو اس عالم کو چاہئے کہ اس کے لئے اپنے پاؤں سامنے کر دے۔

اس سے بعض معترضین کا یہ الزام خود بخود باطل ہو جاتا ہے کہ دست بوسی یا قدم بوسی نعوذ باللہ بدعت یا شرک ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض غیر سنی اصحاب مصافحہ کرتے بھی ہیں تو بادل ناخواستہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو اس بنا پر ناجائز قرار دیتے ہیں کہ اس میں مصافحہ کرنے کے لئے دو ہاتھوں کا نہیں "ید" یعنی صرف ایک ہاتھ کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت شیخ

عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے"۔

واضح باد کہ عربی، فارسی اور ہندوستانی زبانوں میں ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ملی رہتی ہیں جیسے ہاتھ، پاؤں، جوتا، آنکھ وغیرہ اس میں واحد کا لفظ کہتے ہوئے دونوں مراد لئے جاتے ہیں۔

درس بصیرت

۱۔ مصافحہ یا دست بوسی سنت ہے جس کی بدولت بخشش کی خوشخبری دی گئی ہے۔

۲۔ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے۔ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا عیسائیوں، یہودیوں، مشرکوں اور غیر سنیوں کا طریقہ ہے۔

۳۔ کسی پرہیزگار عالم دین کے ہاتھ یا پاؤں چومنا یعنی دست بوسی یا قدمبوسی بدعت یا شرک ہرگز نہیں بلکہ شرعی طور پر جائز ہے۔

۴۔ قدمبوسی کے خواہشمند شخص کے لئے عالم دین کو چاہئے کہ اپنا پاؤں دراز کرے۔

۵۔ حجر اسود کے بوسہ یا استلام کے لئے جو شرعی ہدایات ہیں بلا تشبیہ و تمثیل قدمبوسی کا بھی ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اپنے لبوں سے پاؤں کو بوسہ دیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنا ہاتھ پاؤں کو مس کرنے کے بعد اپنے ہاتھ کو چوم لیں۔

۶۔ اپنے والدین، استاد یا شیخ کے پاؤں کو تعظیم و برکت کی نیت سے ہاتھ لگانا کفر ہرگز نہیں بلکہ جائز ہے۔

۷۔ کوئی عالم دین یا شیخ طریقت کسی دوسرے کو اپنی دست بوسی یا قدمبوسی کرنے پر اصرار ہرگز نہ کرے۔

۸۔ مصافحہ، دست بوسی یا قدمبوسی دو مردوں کے مابین ہی جائز ہے۔

۹۔ اس کے برخلاف کسی غیر محرم عورت کی جانب سے کسی مرد عالم دین یا شیخ طریقت سے مصافحہ، دست بوسی اور قدمبوسی کرنا تو بڑی بات ہے صرف ہاتھ یا پاؤں کو چھونا تک حرام ہے۔

(ماخوذ: صوفی اعظم حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از:
پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

شفاعت

اللہ رب العزت نے شفاعت کا حق حضور ﷺ کی امت کے لئے بھی مختص فرما دیا۔ ایک شفاعت کبریٰ عطا کر دی ایک شفاعت صغریٰ دی۔ شفاعت کبریٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام محمود کی شان کے مطابق مختص ہوگی اور شفاعت صغریٰ حضور نبی کریم ﷺ کے ہر نیک اور صالح امتی کے لئے مختص ہوگی۔ قرآن پڑھنے والوں کی قرآن شفاعت کرے گا۔ روزے رکھنے والوں کی روزہ شفاعت کرے گا۔ حجر اسود کو بوسے دینے والوں کی حجر اسود شفاعت کرے گا کہ باری تعالیٰ اس کے لب مجھ سے لگے تھے، کعبہ بھی شفاعت کرے گا، اولیاء بھی شفاعت کریں گے، صلحاء بھی شفاعت کریں گے گے نیک اولاد بھی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ معصوم بچہ بھی شفاعت کرے گا۔ ہم کس طرح شفاعت کے تصور کا انکار کر سکتے ہیں۔ جب معصوم بچے کو آخرت میں ہماری شفاعت کرنے والا بنا دے۔ یہ نماز جنازہ کی دعا ہے اگر بچے شفاعت نہ کر سکتے ہوں تو نماز جنازہ کی دعا کی عبارت عبث اور لغو ہو جاتی ہے۔

کسی پیاسے کو پانی پلا دیا تو وہ بھی شفاعت کرے گا۔ کسی زخمی کتے کی مرہم پٹی کر دی تو یہ عمل بھی شفاعت کا باعث بن جائے گا، کسی بیمار کی عیادت کر دی تو یہ عمل بھی شفاعت کا موجب ہو جائے گا۔

یہ جو فرمایا فاخترت الشفاعۃ میں نے شفاعت کو منتخب کر لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کی بخشش کے لئے شفاعت کا جال بچھا دیا۔ ہر کسی کے لئے شفاعت کے ہزاروں راستے مہیا فرما دیئے اور جب کسی کی شفاعت بھی کام نہ آئے گی تو مکین گنبد خضرا ﷺ اٹھ کر شفاعت کبریٰ کا جھنڈا اٹھا لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار افراد، نیکوکار، اولیاء صلحاء بغیر حساب کے بخشے جائیں گے اور پھر ان میں سے ہر ہر فرد مزید ستر افراد کو بغیر حساب کتاب کے بخشوائے گا۔

حضرت محمد بن زیاد الالھانی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا اور پھر ہزار افراد کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد پر بھی عذاب نہیں ہوگا۔

اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت پر اللہ کا یہ بھی احسان ہوگا کہ آخرت کے عذاب کو قبر کی صورت میں ختم کر دیا جائے گا۔ قبر میں سزا دے کر قبروں سے یوں اٹھایا جائے گا کہ ان کا حساب کتاب ہو چکا ہوگا۔ اور جب وہ قیامت کے اس نظام کو قائم کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچے، ایک کی نیکی سے دوسرے کو برکت ملے، ایک کی کوشش سے دوسرے کو عذاب اور مصیبت سے نکالا جائے، یہ سارا تصور ایصال ثواب کا ہے، اگر عمل غیر سے انتفاع جائز نہ ہوتا ثواب نہ پہنچتا تو اللہ تعالیٰ کبھی یہ نظام عطا نہ فرماتا اس لئے کہ فطرت کے نظام میں وحدت ہے۔ اس نظام میں کسی جھول کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ قرآن وسنت کی روشنی میں
عمل غیر سے نفع کا ثبوت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ وہ ایک شخص کے عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے اور نہ صرف یہ کہ لواحقین کے عمل کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بلکہ قرآن کی رو سے کسی صالح، متقی مومن بزرگ کے عمل کا فائدہ بعد میں آنے والی ذریت کو بھی ہوتا ہے۔ انتفاع عمل غیر کے اس اصول پر قرآن مجید میں سورۃ طور کی آیت ۲۱ شاہد عادل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی اتباع کی ہم (جنت میں) ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ہم ان کے اعمال (کی جزا) میں کچھ کمی نہ کریں گے۔

مذکورہ صدر آیت کریمہ میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومنین کاملین جو خود تو نیکیاں کما گئے، صالحیت، تقویٰ اور زہد وورع کی زندگی بسر کر گئے لیکن ان کی اولاد اتنا نیک عمل نہ کر سکی اور اپنے ان بزرگوں کے درجے تک پہنچنے سے قاصر رہی مگر چونکہ ایک تو ان کی ان بزرگوں کے ساتھ نسبت ذریت تھی اور دوسرے انہوں نے اپنے بزرگوں کا راستہ اپنایا، ایمان میں ان کی متابعت کی کفر اختیار نہ کیا۔ لہٰذا ان دو وجوہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ آخرت میں ان بزرگوں کے لواحقین اور متعلقین کو ان کے اعمال کی وجہ سے اجر کے حساب سے ان بزرگوں کے ساتھ ملا دیں گے۔ یعنی مومنین مخلصین کے اعمال صالحہ کی برکت سے ان کی اولاد وذریت کو بھی حصہ ملے گا اور ان نیک لوگوں کے اعمال کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

۲۔ باھمی عقیدت ومحبت کا فائدہ

رضائے الٰہی کی خاطر جب کوئی بندہ کسی اللہ کے بندے سے محبت کرے گا تو روز قیامت رب رحیم اس محبت کا اسے فائدہ دے گا اوران دونوں کو ملائے گا۔

اس بات کی تائید حضور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دو بندے جو محض رضاء الٰہی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں جن میں سے ایک اگرچہ مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ روز قیامت ان کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا کہ یہ (تمہاری ملاقات) اس محبت کی وجہ سے ہے جو تم محض میری (رضا کی) خاطر کرتے رہے ہو۔

یہ حدیث پاک مذکورہ صدر آیت کریمہ کی بین تفسیر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن دو شخص ایسے ہوں گے جو دنیا میں ایک دوسرے سے محض اس لئے محبت کرتے ہوں گے کہ وہ اللہ کا نیک اور برگزیدہ بندہ ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والا سچا غلام ہے۔ یعنی ان کی یہ قلبی محبت کسی دنیوی منفعت، جاہ ومنصب اور مال ودولت اور مادی غرض کی بنا پر نہ ہوگی بلکہ صرف اور صرف نیکی کی بنا پر ہوگی اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ ان میں ایک کہیں دور مشرق میں رہتا ہوگا اور دوسرا کہیں مغرب میں۔ اتنے بُعد اور فاصلے کی وجہ سے اگرچہ ظاہری زندگی میں وہ ایک دوسرے سے ملاقات نہ کر سکے ہوں گے لیکن اس کے باوجود یہ تعلق اتنا بڑا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس نیک بندے کا ہاتھ پکڑ کر اسے دوسرے نیک بندے کے ساتھ ملا دے گا اور فرمائے گا کہ تو دنیا میں خالصتاً میری وجہ سے میرے اس نیک بندے کے ساتھ محبت کرتا تھا آج میں نے تجھے اس سے ملا دیا جہاں یہ جائے گا وہاں تو بھی جائے گا جو انجام خیر اس نیک بندے کا ہوگا وہی تیرا بھی ہوگا۔

ایک متفق علیہ حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

حضرت ابو وائل حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے نہ ملا ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص جس سے محبت رکھتا ہو اس کا (حشر) اسی کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث پاک میں بھی کسی شخص کے عمل صالح کی برکت سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کا ثبوت ہے وہ بایں طور کہ یا تو وہ محبت کرنے والا شخص بعد مکانی وزمانی کی وجہ سے دوسرے نیک اور صالح بندے

سے اکتسابِ فیض نہ کر سکا لیکن چونکہ وہ ایسے شخص سے محبت کرتا تھا جو اللہ کا نیک بندہ تھا، متقی پرہیزگار اور صالح تھا لہٰذا اس برگزیدہ بندے کے نیک اعمال کی برکت اس سے محبت کرنے والے کو بھی ملے گی اور وہ قیامت کے روز اس کے ساتھ ہوگا۔ محبت ایک لازوال رشتہ ہے، موت کی دیوار بھی اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور پھر موت تو ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہونے کا نام ہے۔

دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے بعض نیک بندوں کے ساتھ محبت تو تھی مگر وہ نیک اعمال میں ان نیک بندوں کے ساتھ نہ تھا، تاہم وہ ان نیک بندوں کے ساتھ سچی محبت و عقیدت کی بنا پر قیامت کے دن اس کو ان کے ساتھ ضرور ملا دے گا اور اس عقیدت کیش کا حساب و کتاب اور انجام بھی نیک برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

ان احادیث پاک سے واضح ہو رہا ہے کہ باہمی عقیدت و محبت کی بنا پر ایک شخص کے عمل کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے۔ ایک شخص نے عمل کیا لیکن دوسرا نہ کر سکا۔ بزرگی و ولایت، تقویٰ و روحانیت، صدق و اخلاص اور عبدیت میں ایک شخص نے جو بلند مقام پایا دوسرا اپنے اعمال کی بنا پر وہ مقام حاصل نہ کر سکا۔ لیکن چونکہ اسے اللہ کے ان نیک بندوں کے ساتھ محض اللہ کے لئے قلبی محبت و عقیدت تھی جس میں کوئی دنیوی منفعت، حرص و لالچ اور مادی غرض و غایت شامل نہ تھی اس لئے اللہ رب العزت ان کے اعمال کی برکتوں میں، ان کی عبادتوں کے فضائل اور عظمتوں میں اور ان کے اجر میں ان کے عقیدت مندوں کو بھی شامل کر دے گا اس شان کے ساتھ کہ ان نیک لوگوں کے اپنے اعمال کے اجر میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

۳۔ عملِ صالحین کا بعد میں آنے والوں کو فائدہ

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اولاد اور متعلقین کے عمل، ایصالِ ثواب کی بنا پر میت کو فائدہ پہنچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اگلے جو کر جاتے ہیں اس کمائی کو پچھلے اجر و ثواب کی صورت میں کھاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ملاقاتِ موسیٰ و خضر علیہما السلام کے حوالے سے مذکور ہے کہ جب دونوں ہمسفر ایک بستی والوں کے پاس آ پہنچے تو انہوں نے وہاں کے باشندوں سے کھانا طلب کیا، بستی والوں نے ان دونوں کی میزبانی کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی، حضرت خضر علیہ السلام نے اسے سیدھا کر دیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا، آپ نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس تعمیر پر مزدوری لے لیتے مگر حضرت خضر علیہ السلام نے بعد میں اس تعمیر کی جو وجہ بیان کی قرآن میں اس کا ذکر

اس طرح آیا ہے۔

اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر میں (رہنے والے) دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کے لئے ایک خزانہ (مدفون) تھا اور ان کا باپ صالح (شخص) تھا۔

واضح ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ان یتیم بچوں پر اتنی بڑی شفقت جو فرمائی وہ محض اس لئے نہیں تھی کہ وہ یتیم ہیں بلکہ وہ اس وجہ سے تھی کہ ان کے آباء واجداد میں سے کوئی اللہ کا ولی ہو گزرا تھا۔ مفسرین میں سے بعض نے وہ صالح شخص خود ان کے باپ یا دادا کو قرار دیا ہے اور بعض نے کہا کہ ان کے اجداد میں سے چھٹے بزرگ اللہ کے کامل ولی تھے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ ان یتیموں کو فائدہ دیا۔ یعنی عمل کسی کا تھا اور فائدہ اور برکت کسی اور کو بھی مل گئی۔ پس قرآن سے واضح ہو گیا کہ ایک شخص کا عمل دوسرے کو فائدہ دیتا ہے۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان

اس طرح مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند امام احمد بن حنبل میں ایک صحابی حضرت خیثمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مومن کی اولاد کے لئے خوشخبری ہے خوش نصیبی ہے ان کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کی نیکیوں کی برکت سے بعد از وصال بھی ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ پھر صحابی نے مذکورہ آیت تلاوت کی۔

اس کو علامہ آلوسی اور بہت سے مفسرین نے محدثین کے حوالے سے انہیں الفاظ سے بیان کیا کہ نیکوں کی اولاد کو اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے اعمال کی برکت سے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے جنت میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مبارک ہو مومنوں کو کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کی وجہ سے ان کی اولاد کو بھی اپنی حفاظت اور امان میں رکھتا ہے (تفسیر روح المعانی، ۱۷:۱۳)

۵۔ نیک اولاد کے اعمال سے میت کو فائدہ :

یہ بات بہت بڑی غنیمت ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں بے شک دولت کمائے، دنیا کمائے۔ عزت کمائے شہرت کمائے جو کچھ چاہے حلال طریقے سے، جائز طریقے سے کمائے لیکن ان ساری کمائیوں سے بڑھ کر بڑی کمائی یہ ہے کہ کوئی نیک اولاد کما جائے۔ اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو اعمال صالحہ پر کاربند کر جائے، انہیں قرآن و سنت کی تعلیم اور شعور دے کر اس قابل بنا جائے کہ انہیں اپنے مرنے والے والدین کا احساس ہو۔ اگر آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ کی اولاد آپ کے مرنے کے بعد

آپ کے برزخی احوال کو بھول گئی تو میرے نزدیک یہ ذمہ داری اولاد پر نہیں۔ آپ پر ہے۔ آپ نے انہیں وہ راہ ہی نہیں بتائی، انہیں آپ نے حق کا وہ احساس ہی نہیں دلایا کہ وہ مرنے کے بعد بھی آپ کا حق اپنے اوپر محسوس کر سکے۔ ارشادات نبوی ﷺ مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا ذاتی عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کے۔ صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص دیکھے گا کہ اسے پہاڑوں کی مانند نیکیوں کے انبار عطا کر دیئے گئے وہ کہے گا کہ باری تعالیٰ یہ نیک اعمال میں نے تو نہیں کئے لیکن اتنی عزت افزائی میری کس سبب سے ہو رہی ہے۔ جواب آئے گا کہ میرے بندے ہمیں معلوم ہے کہ تو اس قدر نیکی نہ کر سکا لیکن جس اولاد کو تو اچھی تربیت کے ساتھ چھوڑ آیا ہے وہ مسلسل تیری مغفرت کی دعا کرتی رہی ہے۔ تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت کی سبب تجھے یہاں نیکیوں کے یہ انبار عطا کر دیئے گئے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ موت کے بعد میت کے لئے ایک درجہ بلند کیا جائے گا۔ وہ کہے گی اے رب یہ کیا ہے؟ پس کہا جائے گا تیرے لئے بخشش کی دعا کی!

حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ ایک شخص مر گیا، اللہ کے پیغمبر نے اس شخص کو دیکھا کہ اسے سخت عذاب ہو رہا ہے۔ چاروں طرف دوزخ کی آگ ہے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کا گزر پھر اسی قبر سے ہوا دیکھا کہ وہ بخشا جا چکا ہے اس کو بخششوں اور جنت کی نعمتوں کے تحائف دیئے جا رہے ہیں انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا کی کہ باری تعالیٰ! ابھی چند دن پہلے تو میں اپنی آنکھوں سے کشف کے ذریعے اس کو دوزخ کے عذاب میں جتلا دیکھ کر گیا تھا اور آج یہ بخشش اور مغفرت کے تحائف میں کھیل رہا ہے اس کا سبب کیا ہے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب بندے! اپنے اعمال کی وجہ سے یہ عذاب ہی کا مستحق تھا اسی لئے اسے عذاب دیا گیا لیکن یہ شخص مرتے وقت اپنا ایک معصوم بچہ چھوڑ کر آیا تھا اس کی ماں نے اسے دین کی تعلیم کے لئے استاد کے پاس بٹھا دیا۔ استاد کے پاس جب اس نے میرا نام لیا تو مجھے حیاء آ گئی کہ اس کا معصوم بیٹا میرا نام لے رہا ہے اور یہ دوزخ میں جل رہا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اولاد کے نیک اعمال سے والدین کو آخرت میں عذاب سے نجات مل سکتی ہے۔

۲۔ دعا سے فائدہ:

اسلام دین فطرت ہے، ایک سچا مومن وہ مرد کوہستانی ہو یا بندۂ صحرائی، اپنے قول وعمل سے فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرتا ہے یعنی اس کا ہر عمل اپنے خالق حقیقی کی اطاعت اور رسول آخر ﷺ کی اتباع اور ان کی خوشنودی کے حصول کی راہ میں گزرتا ہے دعائے نیم شبی لرزتے ہونٹوں پر مچلتی ہے تو رحمت کے ان گنت دروازے کھل جاتے ہیں اسی لئے دعا کو عبادت کی روح قرار دیا گیا۔ بندۂ مومن اس روح کو اپنی سانسوں کی گرمی میں زندہ ومتحرک رکھتا ہے، دعا بندے اور خدا کے درمیان اس عاجزانہ سرگوشی کا نام ہے جس میں شان بندگی کا ہر پہلو مومن کی معراج ٹھہرتا ہے۔ دعا مسلمان کا ذاتی فعل ہے جس کا نفع اس کی ذات کے علاوہ دوسروں کو بھی پہنچتا ہے۔ زندوں کو بھی پہنچتا ہے اور مردوں کو بھی پہنچتا ہے اس دنیا سے رخصت ہوجانے والے ہماری دعاؤں کے محتاج ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان دن میں پانچ بار اپنے لئے اور اپنے والدین وعزیز واقارب کے لئے دعا کرتا ہے۔

قرآن مجید اور سنت نبوی میں جابجا ایک شخص کو دوسرے کے حق میں دعا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دعا خود ایک عبادت ہے۔ ایک شخص اپنے کسی عزیز دوست کی صحت یابی، اصلاح احوال، یا مغفرت کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کی وجہ سے کسی دوسرے شخص کو صحت عطا فرماتا ہے، اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اور اس کے حالات کو درست فرما دیتا ہے حالانکہ اسے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ کس کی دعا کا نتیجہ ہے۔ جملہ مومنین ہر نماز میں یہ دعا کرتے ہیں۔

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی جس دن حساب قائم ہوگا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر آپ کی دعا سے، آپ کی عبادت سے اور آپ کے کلمہ خیر سے آپ کے فوت شدہ والدین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو پھر نماز میں آپ کو ایسی بات کہنے کی تلقین کیوں کی گئی۔ والدین کا تو اولاد کے ساتھ تعلق ہے اولاد ان کی کمائی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس نسبت اور تعلق کی بنا پر دعا درست ہے لیکن قرآن مجید نے تو بات یہاں پر ختم نہیں کی بلکہ فرمایا:

وللمومنين يوم يقو الحساب ۔ باری تعالیٰ! قیامت تک ہر اہل ایمان کو بخش دے۔ لہٰذا اب محض والدین اولاد اور اعزہ کی تخصیص نہ رہی بلکہ قیامت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ امت کے لئے آپ نے دعا کی۔ وہ جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے، جن کی روحیں ابھی عالم ارواح میں ہیں، وہ جو عالم ناسوت میں منتقل نہیں ہوئے اور وہ بھی جو صدیوں پہلے گزر گئے، سب کی بخشش کے لئے مومن اپنی نماز میں دعا

کر رہا ہے اگر اس کی دعا سے ان کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایسی بات کی تلقین کیوں فرمائی؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ ذات آپ کی دعا سے ہر کسی کو فائدہ پہنچاتی ہے تب ہی تو اس نے کہا ہے کہ بندے جب نماز پڑھ لے اور مجھے راضی کرلے اور میری رحمت کا دریا جوش میں آئے تو آخر میں مجھ سے دعا مانگ اور دعا میں صرف اپنے لئے مغفرت نہ مانگ کہ یہ خود غرضی ہوگی، یہ مفاد پرستی ہوگی۔ میرے خزانۂ مغفرت میں کوئی کمی نہیں اپنے لئے مانگے گا تو تجھے بھی دوں گا اپنے والدین کے لئے مانگے گا ان کو بھی دوں گا اور اگر جملہ مومنین کے لئے بھی مانگے گا تو ہر مومن کو بھی بخش دوں گا لیکن تیری بخشش میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حضرت سفیان ثوریؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگو! جس طرح اس زندگی میں تم خورد و نوش کے محتاج ہو بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اس دنیا سے رخصت ہونے والے تمہاری دعاؤں کے محتاج ہیں۔ (شرح الصدور، ۱۲۷)

یہ مت سمجھو کہ نیک اعمال کی صورت میں وہ جو کما گئے صرف اسی کا تعلق ان سے ہے وہ ان کی اپنی کمائی تھی جو انہوں نے اپنی زندگی میں کی لیکن ان کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کے لئے جتنی دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ ان کے لئے جو صدقہ وخیرات کیا جاتا ہے، جو اعمال صالحہ کئے جاتے ہیں۔ الغرض ان کے لئے جو کچھ بھلائی کے کام کئے جاتے ہیں اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے اور ان سے ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی ہوتی ہے اور جنت میں ان کا مقام و مرتبہ بڑھتا ہے۔

ایک حدیث پاک میں حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے کسی دوست کے لئے دعا مانگتا ہے کہ باری تعالیٰ میرے فلاں دوست اور محبوب کے ساتھ یہ احسان فرما تو جبرئیل علیہ السلام بھی دعا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ اس نے دوست کے لئے دعا کی ہے اسے بھی عطا کر اور اس کی مثل اس کو بھی عطا کر"۔ خزانہ خدا میں کوئی کمی نہیں یہ ہماری دنیا ہے کہ ہم محدود عطا کرتے ہیں۔ ۱۰۰ روپے دو میں بانٹیں تو ۵۰-۵۰ اور اگر چار میں بانٹیں تو ۲۵-۲۵ فی کس لیکن اللہ کی عطا لا محدود ہے یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی دعا کر رہا تھا۔

اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما

جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

تو نے (اللہ کی رحمت جو) وسیع (ہے) کو محدود کر دیا۔

مطلب یہ تھا کہ اللہ کی رحمت وسیع ہے اسے تنگ کیوں کرتا ہے ہر کسی کے لئے مانگ۔

طبرانی بیہقی و دیلمی میں حدیث پاک ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہت سے مرنے والے ایسے ہیں جو گناہ گار ہوتے ہیں اور جانے کے بعد عالم برزخ میں اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے رہنے کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اور فریاد بھری نگاہیں اٹھا اٹھا کر دنیا میں اپنے پچھلوں کو تکتے رہتے ہیں کہ شائد

کوئی ہماری مغفرت کے لئے بھیج جائے کوئی ہماری بخشش کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کر دے۔ وہ مسلسل پشیمانی اور پریشانی کی کیفیت میں مبتلا رہتے ہیں جب کوئی ان کی بخشش اور بلندی درجات کے لئے نیک عمل کر کے اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے تو مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کا وہ تحفہ جب ان کے پاس آتا ہے تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ کھل جاتی ہے اور وہ خوشبو کر واپس لوٹتے ہیں اور برزخ میں اپنے پڑوسیوں کو بتاتے ہیں کہ یہ میرے پچھلوں کا تحفہ ہے اور جن کو دعائے مغفرت ایصال ثواب اور صدقہ وخیرات کا تحفہ نہیں آتا وہاں کے تحفوں کو دیکھ کر مزید پریشان ہو جاتے ہیں اور تکتے ہیں کہ کاش میرے پچھلے ان کی طرح میرا بھی فکر کریں (معجم الاوسط الطبرانی، ح: ٦٥٠٠)

ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ مرد مومن جو عمل صالح اپنے لئے کرتا ہے وہ اس کی برکت اور اجر وثواب میں جس کو چاہے شریک کر سکتا ہے۔ خدا کی ذات اس کا فائدہ ہر کسی کو پہنچا سکتی ہے اور پہنچانے والے کے اجر وثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی۔

۷۔ دنیا کی ذاتی کمائی سے دوسروں کو فائدہ

اوپر ہم نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ وہ کسی ایک شخص کے عمل صالح کے اجر وثواب میں دوسروں کو شریک کرتا ہے یہی اللہ کی سنت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی دنیاوی کمائی میں بھی محتاجوں اور ضرورت مندوں کا حق رکھا ہے ارشاد ہوتا ہے:

اور ان کے مال و دولت میں محتاجوں اور محروموں کا (بھی) حق ہوتا ہے۔

دولت ایک نے کمائی، پیسہ کسی کا تھا محنت کسی نے کی، رب ذوالجلال نے جب اس میں محتاجوں اور ضرورت مندوں کا حق رکھا ہے تو وہ آخرت کے مال میں دوسروں کا حق کیوں نہ رکھتا ہوگا؟ کیونکہ دنیا کا مال تو ختم ہونے والا ہے جب کہ آخرت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا مال ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حالانکہ آخرت (کی لذت و راحت) بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

اور اللہ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے) اور صدقات کو بڑھاتا ہے (یعنی صدقہ کے ذریعہ مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے)

یعنی اگر کوئی اللہ کے حکم پر اس کی رضاء کے لئے اس کے ضرورت مندوں پر مال خرچ کرے اپنی کمائی میں دوسروں کو شریک کرے تو وہ اس شخص کی کمائی میں برکت ڈالتا ہے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ تو وہ ذات جو اس دنیا کے مال میں اوروں کو شریک کرنے پر اضافہ کر دیتی ہے وہ ہمارے عمل کے اجر وثواب میں اوروں کو شامل کرنے پر اس میں اضافہ کیوں نہ کرتی ہوگی۔؟

حقیقت یہ ہے کہ وہ ذات ضرور اضافہ کرتی ہے۔ آپ اپنے عمل کے اجر و ثواب میں جتنوں کو شامل کرتے جائیں گے اتنا ثواب اور اجر کا دائرہ بڑھتا جائے گا۔

۸۔ نماز جنازہ سے میت کو فائدہ:

نماز جنازہ ایک ایسا عمل ہے جو مرنے والا خود نہیں کرتا بلکہ دوسرے زندہ مسلمان جنازہ پڑھتے ہیں۔ حمد و ثناء، درود شریف اور مرنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مرنے کے ساتھ ہی اس کا عمل والا نظام تو منقطع ہو جاتا ہے اب اگر زندہ انسانوں کا نماز جنازہ پڑھنا، دعاء اور عبادت اس کی بخشش و مغفرت کا سبب نہ ہو، اس کی بلندئ درجات کا سبب نہ ہو اور اس کے لئے فائدے اور نفع کا باعث نہ ہو تو پھر نماز جنازہ کا عمل بے سود اور بے معنی ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور پڑھنے والے کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ارشاد گرامی ہے۔

مرثد یزنی نے حضرت مالک بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کے جنازے پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں مگر یہ کہ اس کے لئے (جنت) واجب ہوگئی۔

۹ عالم برزخ میں نیک پڑوسی کا فائدہ :

نہ صرف یہ کہ ایک شخص کی دعا ہی سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ نیک شخص کا قبر میں پڑوسی ملنے سے بھی گنہگار کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی نیک مسلمان فوت ہو جائے تو روئے زمین کا ایک ایک خطہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ باری تعالیٰ اپنے اس نیک بندے کو میرے اندر دفن کرنا جب کوئی کافر یا بداعمال فاسق و فاجر مرتا ہے تو زمین کا ہر خطہ توبہ کرتا ہے کہ باری تعالیٰ کہیں یہ میرے اندر دفن نہ ہو، باری تعالیٰ اسے مجھ سے دور لے جا۔ یعنی زمین کی خاک کے ذرے بھی بد بخت سے، بداعمال سے گریز کی دعا کرتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کو نیکوں کے پڑوس میں دفن کیا کرو کیونکہ جس طرح برے پڑوسیوں سے اس دنیا میں پڑوسیوں کو تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے اس طرح برے پڑوسیوں کو قبروں سے قبر والوں کو آخرت میں بھی اذیت اور تکلیف ہوتی ہے۔

کیونکہ جب عذاب اترتا ہے تو اس کے عذاب کے اثرات سے اس کے گرد و نواح کا ماحول متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ عذاب ایک شخص پر اترتا ہے لیکن پڑوسی اس شخص کے عذاب کی تپش سے بلاوجہ پریشان ہوتے ہیں۔ جس طرح برا پڑوسی کسی دوسرے پڑوسی کو نقصان نہ بھی پہنچائے لیکن پھر بھی محض اس

کے شر کی وجہ سے پڑوسی پریشان رہتا ہے۔اس طرح حضور ﷺ نے فرمایا قبر میں عذاب پانے والے شخص کی وجہ سے اردگرد کے پڑوسی پریشان رہتے ہیں اس لئے کوشش کیا کرو کہ اپنی میت کو نیکوں کی قبروں کے ساتھ دفن کرو۔اس پر صحابہؓ نے پوچھا کہ آقا ﷺ! کیا نیک کے پاس دفن کرنے سے اس مرنے والے کو فائدہ ہوگا؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ برے کے عذاب کی تکلیف پڑوسی کو ہوتی ہے تو اچھے کے ثواب کا فائدہ اس پڑوسی کو کیوں نہ ہوگا؟ حدیث پاک میں اس امر کی تائید ہے کہ ایک شخص مدینہ پاک میں فوت ہوگیا۔اسے دفن کر دیا گیا بعض صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ شخص عذاب میں مبتلا ہے کچھ دنوں کے بعد پھر اس کی قبر پر ان کا جانا ہوا اور دیکھا کہ وہ بخشا جا چکا ہے۔اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہے اس سے پوچھا کہ یہ تیری بخشش کا سبب کیا ہوا وہ کہنے لگا کہ اپنے اعمال کی بنا پر تو میں اسی عذاب کا مستحق تھا جسے آپ دیکھ گئے تھے کل پرسوں کی بات ہے کہ کوئی اللہ کا نیک اور برگزیدہ بندہ فوت ہوگیا اور اسے لاکر میری قبر کے نزدیک دفن کر دیا گیا اس کے دفن ہوتے ہی اس نے اللہ کی بارگاہ دعا کی کہ باری تعالیٰ تو اگر مجھ پر لطف وکرم کرتا ہے تو پھر میں اپنے اردگرد کے چالیس، چالیس قبروں کی بخشش کی شفاعت کرتا ہوں۔پس اس نے شفاعت کی۔اللہ نے اس کی شفاعت قبول کر کے اردگرد کے ان چالیس قبر والوں کو بخش دیا ان میں میں بھی آ گیا۔

حضرت عبداللہ بن نافع المزنی روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا پس اسے دفن کیا گیا ایک شخص نے اسے دیکھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے پھر چند دن بعد اسے اہل جنت میں سے دیکھا پس اس سے اس انعام کا سبب پوچھا تو بن جاتے ہیں۔پھر وہ کسی ظاہری واسطے کے بغیر بغداد ہو یا اجمیر، لاہور ہو یا ملتان، جب ان کی نسبت وجود مصطفیٰ ﷺ سے ہوجاتی ہے تو سمت خود بخود متعین ہوجاتی ہے اگر خدانخواستہ یہ سلسلہ فیض منقطع ہوگیا تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے دل کی سوئی خراب ہے اور اس کا رابطہ اپنے روحانی قطب سے کٹ گیا ہے کیونکہ یہ فیضان تو ہمیشہ جاری رہنے والا ہے۔اس وسیع وعریض مادی کائنات میں اپنے اپنے مداروں میں تیرنے والے تمام تر سیاروں اور ستاروں کے ہمیشہ دو دو پول ہوتے ہیں جن سے ان کی مقناطیسی لہریں نکل کر ان کی فضا میں بکھرتی اور بیرونی عناصر کے لئے اپنی طرف کشش پیدا کرتی ہیں جب کہ تحت الثریٰ سے اوج ثریا تک پھیلی ہوئی اس ساری روحانی کائنات کا پول فقط ایک ہی ہے اور وہ ہماری ہی زمین پر واقع سرزمین مدینہ منورہ میں ہے۔یہ نظام وحدت کی کارفرمائی ہے کہ جس دل کی سوئی مدینہ کے پول سے مربوط ہوگئی وہ کبھی بھی بے سمت و بے ربط نہ رہے گا۔آج بھی تاجدار کائنات ﷺ کی مقناطیسی توجہ ہر صاحب ایمان کو اسی طرح سمت (Direction) دے رہی ہے جیسے زمینی مقناطیسی کے دونوں پول کسی قطب نما کی سوئی کو شمال وجنوب کی مخصوص سمت دیتے ہیں۔

سبق آموز واقعات:

آپ نے فرمایا کہ جب میں چار افراد کے متعلق سوچتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں اول مخنث (یعنی ہیجڑا) دوم مست شخص۔ سوم لڑکا۔ چہارم عورت۔ لوگوں نے جب وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے ایک ہیجڑے سے جب گریز چاہا تو اس نے کہا کہ میری حالت کا اب تک کسی کو علم نہیں آپ مجھ سے گریزاں نہ ہوں ویسے عاقبت کی خبر خدا کو ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا تھا تو میں نے کہا سنبھال کر قدم رکھو کہیں گر نہ پڑنا اس نے جواب دیا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں اگر میں گر گیا تنہا گروں گا لیکن آپ کے ہمراہ پوری قوم گر پڑے گی۔ چنانچہ میں اس قول سے آج تک متاثر ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک لڑکا چراغ لئے ہوئے چل رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ روشنی کہاں سے لے کر آیا ہے؟ اس نے چراغ گل کرتے ہوئے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ روشنی کہاں معدوم ہوگئی۔ اس کے بعد میں آپ کے سوال کا جواب دوں گا کہ روشنی کہاں سے آئی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی۔ میں نے کہا کہ پہلے تم اپنے ہاتھوں سے منہ تو ڈھانپ لو۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھوگئی اور اگر آپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل محسوس ہی نہ ہوتا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو عشق الٰہی کا دعویٰ بھی ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش وحواس پر قائم ہیں۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ وعظ کر کے منبر سے اترے تو بعض افراد کو روک کر فرمایا کہ میں تو تم پر توجہ ڈالنا چاہتا ہوں لیکن ان میں ایک شخص تھا جو آپ کی جماعت سے متعلق نہیں تھا اس کو حکم دیا کہ تم چلے جاؤ۔

اظہار حقیقت: ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کی طرح ہو۔ یہ سن کر سب لوگ بہت مسرور ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ تم اپنے کردار اور عادات میں ان جیسے ہو، بلکہ تمہارے اندر ان کی کچھ شباہت پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ تم ان کو دیکھ کر دیوانہ تصور کرنے لگتے اور اگر وہ تمہاری حالت دیکھتے تو تمہیں ہرگز مسلمان تصور نہ کرتے، وہ تو برق رفتار گھوڑوں پر آگے چلے گئے اور ہم ایسے زخم خوردہ خچروں پر پیچھے رہ گئے جو زخمی کمر کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں۔

۷۸۶/۹۲

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور سے جاری کردہ

اَنوارُالصُّوفِیَّہ

بنگلور

علم تصوّف وعرفان کا

جامع سہ ماہی رسالہ

بابت ماہ اکتوبر تا دسمبر 2007

مطابق ماہ شوال المکرم تا ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

جلد 2 .... شمارہ نمبر 6

انٹرنیشنل صوفی سنٹر (رجسٹرڈ)

بنگلور

3/28 1st Cross V.R. Puram

Palace Guttahalli, Bangalore 560 003

Karnataka State (India)

Contact: 23444594

انوار الصوفیہ

بنگلور

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اغراض ومقاصد	2
۲	پیش لفظ	3
۳	مناجات	4
۴	نعت رسول اکرم	6
۵	آیات قرآنی شان حبیب الرحمٰن	7
۶	کتاب الایمان	11
۷	تذکرۃ الاولیاء	15
۸	گلستان سعدی	29
۹	دیوان حافظ	32
۱۰	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	35
۱۱	معارف شمس وتبریز	40
۱۲	فتح الغیب	43
۱۳	بوستان سعدی	47
۱۴	دست بوسی وقدم بوسی	51
۱۵	شفاعت	53
۱۶	سبق آموز واقعات	64